بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علمی وتحقیقی سلسلہ

تحقیق سن الاضحیة وتوضیح المسنة والثنیة

# قربانی کے جانور کی عمر

اور

# دودانتوں کی شرعی حیثیت

''مسنة'' یا ''ثنیة'' اور ''جذعة'' سے متعلق احادیث وروایات

''مسنة'' یا ''ثنیة'' اور ''جذعة'' کے معنیٰ

اوراس سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال

جانور کے دوندا ہونے سے متعلق اہلِ علم حضرات کی آراء

موجودہ ماہرینِ فن کی تحقیق

فاسق اور مستور ومجہول الحال کی خبر کا حکم

مؤلف

مفتی محمد رضوان خان

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org

(جملہ حقوق بحق ادارہ غفران محفوظ ہیں)

نام کتاب: قربانی کے جانور کی عمراوردودانتوں کی شرعی حیثیت

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

طباعتِ اول:

صفحات: 59

ملنے کا پتہ

کتب خانہ ادارہ غفران چاہ سلطان گلی نمبر 17 راولپنڈی پاکستان

فون 051-5507270 فیکس 051-5780728

www.idaraghufran.org

# فہرست

| صفحہ نمبر | مضامین |
|---|---|
| 5 | **تمہید** (من جانبِ مؤلف) |
| 6 | **تحقیق سن الاضحیة وتوضیح المسنة والثنية** |
| // | **قربانی کے جانوروں کی عمر سے متعلق احادیث** |
| // | لَنْ تَجْزِیَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَکَ والی احادیث |
| 14 | ”عتود، جدی“ اور ”معز“ کی قربانی والی احادیث |
| 20 | ”مُسنّة، جذعة“ اور ”ثنی“ کی قربانی والی احادیث |
| 25 | الجذع من الضأن کے جواز والی احادیث |
| 31 | **”جذع و غیر جذع“ کی قربانی پر فقہاء کے اقوال** |
| // | علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا حوالہ |
| 33 | ابوالحسن الماوردی شافعی کا حوالہ |
| 35 | امام نووی کا حوالہ |
| 38 | ”المدونة“ کا حوالہ |
| 39 | علامہ قیروانی مالکی کا حوالہ |

| | | |
|---|---|---|
| | امام محمد کی ''کتابُ الاصل'' کا حوالہ | 39 |
| | ملا علی قاری کا حوالہ | 40 |
| | علامہ سمرقندی کا حوالہ | // |
| | ''الدرُّالمختار'' کا حوالہ | 41 |
| | ''الاختیار'' کا حوالہ | 42 |
| | ''مجمعُ الانھر شرح النقایۃ'' کا حوالہ | // |
| | مذکورہ عبارات کا حاصل | // |
| | قربانی کے سلسلہ میں ''ضأن'' کا مصداق | 45 |
| | جانور کے دوندا ہونے کا حکم | // |
| | ''امدادُ الفتاویٰ'' کا حوالہ | 50 |
| | ''کفایتُ المفتی'' کا حوالہ | 51 |
| | ''فتاویٰ محمودیہ'' کا حوالہ | 52 |
| | ''فتاویٰ رحیمیہ'' کا حوالہ | 53 |
| | ''احسنُ الفتاویٰ'' کا حوالہ | 54 |
| | فاسق اور مستور کی خبر کا حکم | 56 |
| | خلاصہ | 59 |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تمہید

## (من جانبِ مؤلف)

ہر سال قربانی کے موقع پر قربانی کے جانور کے دوندا ہونے کے متعلق اہلِ علم اور عوام میں بڑی شدت سامنے آتی ہے، یہاں تک کہ اگر قربانی کا جانور ذبح ہونے کے بعد جانور کے دانت دیکھنے پر کسی کو محسوس ہوا کہ یہ جانور دوندا نہیں تھا، تو قربانی کے درست نہ ہونے کا حکم لگا دیا جاتا ہے، یا پھر اس طرح کی قربانی پر شک وشبہ کا اظہار کیا جاتا ہے، اور قربانی کا جانور خریدتے وقت بھی اس چیز کا بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔

پھر قربانی کے جانور کے دوندا ہونے کا اظہار کرنے کے لیے جانور کے فروخت کرنے والے بھی طرح طرح کے حربے اختیار کرتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اوقات جعلی دانت لگا کر جانور کو فروخت کرتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

جبکہ شریعتِ مطہرہ نے جانوروں کے دانتوں کے بجائے ان کی عمر پر زیادہ توجہ دی ہے۔

اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ضرورت اس بات کی تھی کہ جس کام کے لیے اتنی جدوجہد اور محنت کی جارہی ہے، معلوم ہو کہ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

اسی مقصد کے لیے بندہ نے اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے، جو علمی و تحقیقی سلسلہ میں شائع کی جارہی ہے، جس میں فقہائے کرام کے اقوال اور ان کے مستدلات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

محمد رضوان

20/ شوال المکرّم/ 1438ھ 15/ جولائی/ 2017ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحقيق سن الاضحية وتوضيح المسنة والثنية

# قربانی کے جانوروں کی عمر سے متعلق احادیث

احادیث وروایات میں ''جذعة'' یعنی کم عمر جانور کے علاوہ دوسرے قربانی کے جانوروں کے متعلق ''مسنة'' اور ''ثنی'' یا ''ثنية'' کے الفاظ آئے ہیں، جس سے فقہائے کرام نے بڑی عمر کے جانور مراد لیے ہیں۔

اور مختلف جانوروں کی عمروں کے سلسلہ میں فقہائے کرام کے اقوال میں تھوڑا بہت اختلاف بھی پایا جاتا ہے۔

پہلے اس طرح کی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں۔

جس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ ''جذعة'' اور ''مسنة'' یا ''ثنية'' کے متعلق فقہائے کرام کے اقوال اور اس کے بعد قربانی کے جانوروں کے دانتوں کی پیدائش سے متعلق سائنسی تحقیق ذکر کی جائے گی۔

## لَنْ تَجْزِىَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَک والی احادیث

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، فَقَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ هٰذَا فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ، وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ؟ فَقَالَ: اجْعَلْهَا مَكَانَهَا، وَلَنْ تَجْزِيَ – أَوْ تُوفِيَ

www.idaraghufran.org

– عَنْ أَحَدٍ بَعْدَکَ (بخاری، رقم الحدیث ٥٥٦٠)

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (عیدالاضحیٰ کے دن) خطبہ کے دوران یہ سنا کہ ہم اپنے اس دن میں سب سے پہلا کام (عید کی) نماز پڑھنے سے کریں گے، پھر اس کے بعد لوٹ کر قربانی کریں گے، پس جس نے اس طرح عمل کیا تو اس نے ہمارے طریقہ کو پایا، اور جس نے عید کی نماز سے پہلے ذبح کر دیا، تو وہ گوشت بن جائے گا، جو وہ اپنے گھر والوں کو پیش کر سکے گا، اس کا قربانی سے تعلق نہیں ہوگا، اس پر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں عید کی نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہوں، اور اب میرے پاس صرف ایک ''جــذعة'' (یعنی کم عمر بکری) ہے، جو ''مســنة'' (یعنی جسامت، ضخامت میں بڑی عمر کی بکری) سے بہتر ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اسی کو اس قربانی کی جگہ ذبح کر دیجیے، اور آپ کے بعد کسی کے لیے ایسا کرنا ہرگز جائز، یا کافی نہیں ہوگا (بخاری)

اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا، وَنَسَکَ نُسُکَنَا، فَقَدْ أَصَابَ النُّسُکَ، وَمَنْ نَسَکَ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَتِلْکَ شَاةُ لَحْمٍ، فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَکْتُ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَکْلٍ وَشُرْبٍ، فَتَعَجَّلْتُ، وَأَکَلْتُ، وَأَطْعَمْتُ أَهْلِيْ، وَجِيْرَانِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تِلْکَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقَ جَذَعَةٍ هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، فَهَلْ تَجْزِيْ عَنِّيْ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَکَ (بخاری، رقم

www.idaraghufran.org

الحديث ٩٨٣)

ترجمہ: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کے دن نمازِ عید کے بعد خطبہ دیا، پھر فرمایا کہ جس نے ہماری یہ عید کی نماز پڑھ لی، اور پھر قربانی کی، تو اس نے درست قربانی کی، اور جس نے عید کی نماز سے پہلے قربانی کی، تو وہ گوشت کے لیے بکری ہے (جس کو کھانا پینا جائز ہے، لیکن وہ قربانی میں داخل نہیں) تو حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں تو عید کی نماز کے لیے آنے سے پہلے قربانی کر چکا ہوں، اور میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے، تو میں نے جلدی قربانی کر لی، اور میں نے (اس کا گوشت) خود بھی کھالیا، اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا دیا، اور اپنے پڑوسیوں کو بھی کھلا دیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بکری گوشت کے لیے ہوگئی (اور آپ کی قربانی ادا نہیں ہوئی) انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس (اب تو صرف) ”جـــذعة“ (یعنی کم عمر کی بکری) ہے، جو گوشت والی اُس بکری کی طرح کی دو بکریوں سے بھی بہتر ہے (جسامت میں) تو کیا وہ میری طرف سے قربانی میں جائز ہو جائے گی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! اور آپ کے بعد کسی کے لیے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہوگا (بخاری)

حضرت سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ أَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِيَارٍ ذَبَحَ ذَبِيحَةً بِسَحَرٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَيْسَتْ تِلْكَ الْأُضْحِيَّةُ، إِنَّمَا الْأُضْحِيَّةُ مَا ذُبِحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَاذْهَبْ فَضَحِّ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَجِدُ شَيْئًا لِلْأُضْحِيَّةِ، وَمَا عِنْدِيْ إِلَّا جَذَعٌ مِنَ الْمَعَزِ، قَالَ: اذْهَبْ فَضَحِّ بِهَا، وَلَيْسَ فِيْهَا

رُخْصَةٌ لِأَحَدٍ بَعْدَکَ (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۹۱۴۹) [1]

ترجمہ: حضرت ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے سحری کے وقت (یعنی فجر کے لگ بھگ) ہی قربانی کا جانور ذبح کردیا، پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، تو ان سے اس کا ذکر کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے عید کی نماز سے پہلے ذبح کردیا، تو یہ قربانی نہیں کہلائے گی، قربانی تو وہ کہلائے گی، جو عید کی نماز کے بعد ہو، لہٰذا آپ جا کر دوبارہ قربانی کیجئے، حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے تو قربانی کا کوئی جانور میسر نہیں، اور میرے پاس تو صرف بکری کا جذعہ ہے (یعنی چھوٹی عمر کی بکری ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ جا کر اسی کی قربانی کردیجیے، اور آپ کے بعد کسی کو اس کی اجازت نہیں ہوگی (طبرانی)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے امام ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ''سنن الترمذی'' میں روایت کیا ہے۔ [2]

---

[1] قال ابو حذیفة نبیل بن منصور البصارة الکویتی:
قال(الطبرانی)لا یُروی هذا الحدیث عن سهل بن أبی حثمة إلا بهذا الإسناد، تفرد به إبراهیم بن المنذر"
قلت: وثقه ابن معین وغیره، ومسعدة بن سعد لم أقف له علی ترجمة، ومحمد بن صدقة ذکره ابن حبان فی "الثقات"، وقال الدارقطنی: لیس بالمشهور ولکن لیس به بأس، ومحمد بن یحیی بن سهل ترجمه البخاری فی "التاریخ "ولم یذکر فیه جرحا ولا تعدیلا، وذکره ابن حبان فی "الثقات"، وعفیر بن سهل لم أر من ترجمه(انیس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۳ص ۱۹۹۱، حرف الهمزة، رقم الحدیث ۱۳۹۸)

[2] عن البراء بن عازب، قال: خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم نحر، فقال: لا یذبحن أحدکم حتی یصلی، قال: فقام خالی، فقال: یا رسول الله، هذا یوم اللحم فیه مکروه، وإنی عجلت نسکی لأطعم أهلی وأهل داری أو جیرانی، قال: فأعد ذبحک بآخر، فقال: یا رسول الله، عندی عناق لبن، وهی خیر من شاتی لحم، أفأذبحها؟ قال: نعم، وهی خیر نسیکتیک، ولا تجزء جذعة بعدک (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۵۰۸، ابواب الاضاحی، باب ما جاء فی الذبح بعد الصلاة)

www.idaraghufran.org

جس کو روایت کرنے کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

**وَفِي البَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَجُنْدَبٍ، وَأَنَسٍ، وَعُوَيْمِرِ بْنِ أَشْقَرَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي زَيْدٍ الأَنْصَارِيِّ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ: أَنْ لَا يُضَحَّى بِالمِصْرِ حَتَّى يُصَلِّيَ الإِمَامُ، وَقَدْ رَخَّصَ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ العِلْمِ لِأَهْلِ القُرَى فِي الذَّبْحِ إِذَا طَلَعَ الفَجْرُ، وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ المُبَارَكِ:وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ العِلْمِ: أَنْ لَا يُجْزِءَ الجَذَعُ مِنَ المَعْزِ، وَقَالُوا: إِنَّمَا يُجْزِءُ الجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ** (سنن الترمذی، تحت رقم الحدیث ۱۵۰۸، ابواب الاضاحی، باب ما جاء فی الذبح بعد الصلاۃ)

ترجمہ: اور اس باب میں حضرت جابر اور حضرت جندب اور حضرت انس اور حضرت عویمر بن اشقر اور حضرت ابنِ عمر اور حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہم کی احادیث بھی مروی ہیں، اور (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی) مذکورہ حدیث (سند کے اعتبار سے) حسن صحیح ہے، اور اس پر اکثر اہلِ علم حضرات کا عمل ہے کہ شہر میں اس وقت تک قربانی نہ کی جائے، جب تک کہ امام عید کی نماز نہ پڑھادے، البتہ بعض اہلِ علم حضرات (مثلاً حنفیہ) نے گاؤں والوں کے لیے طلوعِ فجر کے بعد قربانی کی اجازت دی ہے، ابنِ مبارک کا یہی قول ہے، اور اہلِ علم حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ بکری کا ''جذع'' جائز نہیں، البتہ ان حضرات نے فرمایا کہ دنبہ و بھیڑ کا ''جذع'' جائز ہے (ترمذی)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مذکورہ حکم بیان کرنے سے پہلے قربانی کر چکے تھے، اور ان کے پاس اس کے بعد صرف ''جذعة'' ہی باقی رہ گیا تھا، اور تحقیق کرنے پر راجح یہ معلوم ہوا کہ مذکورہ واقعہ میں ''جذعة'' یعنی کم عمر جانور سے مراد بکری

ہے، نہ کہ دنبہ، کیونکہ اس واقعہ کی بعض روایات میں ”جذعة من المعز“ کے الفاظ مروی ہیں، جس کے معنیٰ بکری کے بچے کے آتے ہیں، جبکہ بعض روایات میں ”عناق جذعة“ کے الفاظ ہیں، اس کے معنیٰ بھی بکری کے بچے کے آتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت خاص عذر کی بناء پر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس کی اجازت دی تھی، جس کے بعد کسی کو اس کی اجازت نہیں دی تھی، جس سے معلوم ہوا کہ قربانی میں بکری کا ”جذعة“ یعنی کم عمر کا بکرا یا، بکری جائز نہیں۔ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[1] قلت والعناق بفتح المهملة والنون الأنثى من ولد المعز (فتح البارى شرح صحيح البخارى، ج ۱۲، ص ۲۷۸، كتاب الحدود، قوله باب قتل من أبى قبول الفرائض)

م ع ز: (المعز) من الغنم ضد الضأن وهو اسم جنس وكذا (المعز) بفتح العين (مختار الصحاح، ص ۲۹۵، ماده، م ع ز)

ماعز (مفرد): ج مِعاز ومَعْز ومَعَز ومواعزُ: (حن) واحد من المَعْز، ذو الشَّعَر من الغنم، خلاف الضَّأن، يُطلق على الذَّكر والأنثى، وقد يقال للذَّكر: تَيْسٌ، وللأنثى: عَنْزٌ وماعزةٌ ومعزاة، له قرنان أجوفان، يُربَّى للبنه ولحمه "خفيف وثّاب كالماعز - يعمل برعى الماعز (معجم اللغة العربية المعاصرة، لأحمد مختار، ج ۳، ص ۲۱۰۹، ماده، م ع ز)

والمراد منها: جذعة المعز، كما جاء فى الرواية الأخرى: (عناقا جذعة)، والعناق من أولاد المعز (عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج ۶، ص ۲۷۷، باب الأكل يوم النحر)

(وقال عاصم وداود عن الشعبى عندى عناق لبن) أى قال عاصم بن سليمان الأحول وداود بن أبى هند عن عامر الشعبى فى روايته عن البراء عناق لبن العناق بفتح العين المهملة وتخفيف النون الأنثى من ولد المعز وقال ابن بطال العناق من المعز ابن خمسة أشهر أو نحوها وقال الكرمانى العناق من أولاد المعز ذات سنة أو قريب منها وأضيف إلى اللبن إشارة إلى صغرها قريبة من الرضاع وقال الداودى العناق هى التى استحقت أن تحمل وأنها تطلق على الذكر والأنثى وأنه بين بقوله لبن أنها أنثى وقال ابن التين غلط فى نقل اللغة وفى تأويل الحديث فإن معنى عناق لبن أنها صغيرة ترضع (عمدة القارى للعينى، ج ۲۱ ص ۱۵۳، كتاب الاضاحى، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم لأبى بردة ضح بالجذع من المعز ولن تجزى عن أحد بعدك)

(ولا تجزى جذعة عن أحد بعدك) معناه جذعة المعز وهو مقتضى سياق الكلام وإلا فجذعة الضأن تجزى قوله (عندى جذعة خير من مسنة) المسنة هى الثنية وهى أكبر من الجذعة بسنة فكانت هذه الجذعة أجود لطيب لحمها وسمنها (المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، لمحيى الدين يحيى بن شرف النووى، كتاب الأضاحى، باب وقتها)

أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَتُودًا جَذَعًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُجْزِءُ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ، وَنَهٰى أَنْ يَذْبَحُوا حَتّٰى يُصَلُّوْا (مسند احمد، رقم الحديث ١٤٩٢٧) [1]

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عید کی نماز پڑھنے سے پہلے (قربانی کے لیے) بکری کا ''جذعة'' ذبح کردیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہیں ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا (مسند احمد)

اس حدیث میں ''عتودا جذعا'' کے الفاظ آئے ہیں۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده على شرط مسلم، وأبو الزبير لم يصرح بسماعه من جابر.
وأخرجه أبو يعلى (1779) ، وعنه ابن حبان (5909) عن عبد الأعلى بن حماد، والطحاوى 4/172 من طريق الحجاج بن المنهال، كلاهما عن حماد ابن سلمة، بهذا الإسناد -ولفظ رواية أبي يعلي" ... :لا يجزء عن أحد بعدک أن يذبح حتى يصلي."
قال السندى :قوله" :عَتوداً "بفتح فضم :وهو الذى قوى على الرعي واستقلَّ بنفسه عن الأُم" .جَذَعاً "بفتحتين :وهو ما تم له سنة من الغنم، وقيل دون ذلک.
قال :والظاهر أن في هذه الرواية سقطاً، والأصل :فأمره النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بالإعادة، فذَبَح عتوداً، والله تعالى أعلم.
قلنا :وهذا صحيح، ويشدُه حديث البراء بن عازب :أن أبا بردة بن نيار -وهو خاله - ذبح قبل الصلاة، فلما سمع النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينهى عن ذلک، قال :يا رسول الله، إن عندى جذعةَ خير من مسنةٍ !قال" :اجعلها مكانها، ولن تُجزء عن أحد بعدَک ."وحديث البراء هذا في "الصحيحين"، وسيأتي في مسنده 4/303، وصححه ابن حبان (5906) ، وانظر تمام تخريجه هناک.
وفي الباب عن أنس بن مالک، سلف برقم (12120).
وسلف أمر النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من كان نحر قبل الصلاة إن يعيد، برقم (14130) من طريق أبي الزبير عن جابر.
وسلف جواز أن يضحى الرجل بجذعة برقم (14348) من طريق أبي الزبير أيضاً عن جابر (حاشية مسند احمد)

اس کے معنیٰ بھی بکری کے بچے کے آتے ہیں، اس سے بھی معلوم ہوا کہ بکری کے ''**جذعة**'' کی اجازت مخصوص صحابہ کو دی گئی تھی، بعد میں دوسروں کے لیے اس کی اجازت نہیں تھی۔ [1]
حضرت انس اور حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما کی روایات میں بھی اس طرح کے واقعہ کا ذکر آیا ہے۔ [2]

اس سے بھی معلوم ہوا کہ کم عمر کے بکرے، یا بکری کی قربانی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اشخاص کے بعد عام لوگوں کے لیے ناجائز قرار دے دیا تھا۔

جس سے جمہور فقہائے کرام نے یہ استدلال کیا ہے کہ بکری، یا بکرے کے ''جذع'' یعنی کم

---

[1] قوله (فبقى عتود) بفتح العين المهملة وضم التاء المثناة من فوق وهو من أولاد المعز خاصة وهو ما رعى ولم يبلغ سنة وقيل العتود الجذع من المعز قال ابن بطال وهو ابن خمسة أشهر ونقل ابن التين عن أهل اللغة أن الصغير من أولاد المعز إذا قوى ورعى وأتى عليه حول فهو عتود واعتدة وعتدان وعودان على الأصل وعبارة الداودى أنه الجذع ولا يجوز الجذع من المعز فى الضحايا وإنما يجوز منها الثنى وهو بعد دخوله فى السنة الثانية فالحديث خاص لعبة لا يجوز لغيره إلا أبا بردة بن نيار الذى رخص له الشارع مثله دون غيرهما وجزم ابن التين بأنه منسوخ بحديث أبى بردة قال أو يكون سن العتود فوق الجذع والله أعلم(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، ج ٢١،ص ١٥١ ،كتاب الأضاحى،باب فى أضحية النبى صلى الله عليه وسلم بكبشين أقرنين ويذكر سمينين)

[2] أن أنس بن مالك، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى يوم النحر، ثم خطب، فأمر من ذبح قبل الصلاة أن يعيد ذبحه، فقام رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله، جيران لى – إما قال: بهم خصاصة، وإما قال: بهم فقر – وإنى ذبحت قبل الصلاة، وعندى عناق لى أحب إلى من شاتى لحم، فرخص له فيها (بخارى، رقم الحديث ٩٨٤)
عن أنس بن مالك، قال: قال النبى صلى الله عليه وسلم يوم النحر: من كان ذبح قبل الصلاة فليعد فقام رجل فقال: يا رسول الله، إن هذا يوم يشتهى فيه اللحم – وذكر جيرانه – وعندى جذعة خير من شاتى لحم؟ فرخص له فى ذلك، فلا أدرى بلغت الرخصة من سواه أم لا (بخارى، رقم الحديث ٥٥٤٩)
عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يُجْزِءُ عَنْكَ، فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً؟ قَالَ :تَجْزِي عَنْكَ وَلَا تَجْزِي بَعْدَكَ (مسند أبى يعلى، رقم الحديث ٨٩٧)
قال حسين سليم أسد الدارانى:رجاله ثقات(حاشية مسند ابى يعلىٰ)

عمر بکرے کی قربانی جائز نہیں، بلکہ اس کے لیے مسنۃ یا ثنی ہونا ضروری ہے۔ ۱؎

## ”عتود، جدی“ اور ”معز“ کی قربانی والی احادیث

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهٖ، فَبَقِيَ عَتُوْدٌ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ضَحِّ بِهٖ أَنْتَ (بخاری، رقم الحدیث ۲۳۰۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بکریاں دیں کہ صحابہ میں تقسیم کردیں، ایک بکری کا بچہ رہ گیا، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کی قربانی کرلو (بخاری)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى أَصْحَابِهٖ ضَحَايَا، فَبَقِيَ عَتُوْدٌ أَوْ جَدْيٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

---

۱؎ والحق أنه لا منافاة بين هذه الأحاديث وبين حديثي أبي بردة وعقبة لاحتمال أن يكون ذلك في ابتداء الأمر ثم قرر الشرع بأن الجذع من المعز لا يجزء واختص أبو بردة وعقبة بالرخصة في ذلك وإنما قلت ذلك لأن بعض الناس زعم أن هؤلاء شاركوا عقبة وأبا بردة في ذلك والمشاركة إنما وقعت في مطلق الإجزاء لا في خصوص منع الغير ومنهم من زاد فيهم عويمر بن أشقر وليس في حديثه إلا مطلق الإعادة لكونه ذبح قبل الصلاة وأما ما أخرجه بن ماجه من حديث أبي زيد الأنصاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لرجل من الأنصار اذبحها ولن تجزى جذعة عن أحد بعدك فهذا يحمل على أنه أبو بردة بن نيار فإنه من الأنصار وكذا ما أخرجه أبو يعلى والطبراني من حديث أبي جحيفة أن رجلا ذبح قبل الصلاة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجزى عنك قال إن عندي جذعة فقال تجزى عنك ولا تجزى بعد فلم يثبت الإجزاء لأحد ونفيه عن الغير إلا لأبي بردة وعقبة وإن تعذر الجمع الذي قدمته فحديث أبي بردة أصح مخرجا والله أعلم (فتح الباري شرح صحيح البخاري، ج۱۰، ص۱۵، قوله باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لأبي بردة ضح بالجذع من المعز ولن تجزى عن أحد بعدك)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ضَحِّ بِهِ أَنْتَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۵۰۰) ۱

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بکریاں دیں کہ انہیں صحابہ میں قربانی کے لئے تقسیم کردیں، ان میں سے ایک بکری باقی رہ گئی جو ''عتود'' یا ''جدی'' تھی (یعنی ایک سال سے کم کی تھی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کی قربانی کرلو (ترمذی)

''عتود'' اور ''جدی'' کم عمر بکری کو کہا جاتا ہے۔ ۲

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أَصْحَابِهِ غَنَمًا لِلضَّحَايَا، فَأَعْطَانِيْ عَتُوْدًا جَذَعًا مِنَ الْمَعْزِ، قَالَ: فَجِئْتُهُ بِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّهُ جَذَعٌ قَالَ: ضَحِّ بِهِ فَضَحَّيْتُ بِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۶۹۰) ۳

---

۱ قال الترمذی: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

۲ الجدی – بفتح الجیم وسکون الدال المهملة –: الصغیر من ولد المعز (شرح ابی داؤد للعینی، ج۳ ص ۲۷۶، کتاب الصلاة، باب: سترة الإمام سترة لمن خلفه)

والجدی: الذكر من أولاد المعز، والجمع أجد وجداء، ولا تقل الجدايا، ولا الجدی، بكسر الجیم (لسان العرب، ج۱۴ ص ۱۳۵، فصل الجیم)

۳ قال شعیب الارنؤوط:

إسناده حسن، ابن إسحاق وعمارة بن عبد الله حسنا الحديث.

وأخرجه ابن حبان (5899) من طريق يعقوب بن إبراهيم، بهذا الإسناد.

وأخرجه أبو داود (2798)، والبزار في "مسنده" (3776)، والطبرانی فی "الكبير" (5217) و (5218) و (5219) و (5220)، والبيهقي 9/270 من طرق عن محمد بن إسحاق، به.

وفی الباب عن عقبة بن عامر سلف برقم (17304) (حاشية مسند احمد)

وقال ابوحذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتی:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام میں قربانی کی بکریاں تقسیم فرمائیں، تو مجھے ’’بکری کا عتود جذع‘‘ (یعنی بکری کا بچہ) عطا فرمادیا، میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ یہ تو ’’جذع‘‘ (یعنی کم عمر کی بکری) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قربانی کردیں، پھر میں نے اس کی قربانی کردی (مسند احمد)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الحافظ: هذا حديث حسن"

قلت: عمارة بن عبد الله بن طعمة ذكره ابن حبان فى "الثقات"، وترجمه البخارى وابن أبى حاتم فى كتابيهما ولم يذكرا فيه جرحاً ولا تعديلاً، وقال الحافظ فى "التقريب": مقبول .أى عند المتابعة وإلا فلين الحديث.

وابن إسحاق صدوق، وابن المسيب ثقة مشهور(انيس السارى تخريج احاديث فتح البارى، ج۵ص ۳۴۹۴، حرف الضاد، رقم الحديث ۲۳۷۷)

[1] عن زيدِ بن خالدٍ الجُهَنيِّ، قال :قَسَمَ رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم -فى أصحابِه ضحايا، فأعطانى عَتُودا جَذَعًا، قال :فرجعتُ به إليه، فقلتُ :إنَّه جَذَع، قال : "ضحِّ بِهِ "فضحَّيتُ به (سنن ابى داؤد، رقم الحديث ۲۷۹۸)

قال شعيب الارنؤوط:

صحيح من حديث عقبة بن عامر الجهنى، وهذا إسناد قد خالف فيه ابنُ إسحاق أو شيخُه -وهما دون الثقة -من هو أوثق منهما، فقد رواه أبو الخير مرثد بن عبد الله اليزنى وبعجة بن عبد الله الجهنى عن عقبة بن عامر، فجعلا القصة قصتة .قال ابن القيم فى "تهذيب سنن أبى داود :"وأما حديث زيد بن خالد الجهنى، فهو -والله أعلم - حديث عقبة بن عامر الجهنى بعينه .واشتبه على ابن إسحاق أو من حدثه اسمّه، وأن قصة العتود وقسمة الضحايا إنما كانت مع عقبة بن عامر الجهنى، وهى التى رواها أصحاب الصحيح.

وأخرجه أحمد (21690)، والبزار فى "مسنده "(3776)، وابن حبان (5899)، والطبرانى فى "الكبير "(5217) و (5218) و (5219) و (5220)، وفى "الأوسط" (210)، والبيهقى 270 /9من طرق عن محمد بن إسحاق، بهذا الإسناد.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :أَعْطَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ جَذَعًا مِنَ الْمَعْزِ فَأَمَرَهُ أَنْ يُضَحِّيَ بِهِ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ١١٥٠٤)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو بکری کا جذعة (یعنی کم عمر بکری) دے کر، اس کی قربانی کرنے کا حکم فرمایا (طبرانی)

اس حدیث کو بعض حضرات نے ''ابنِ لہیعہ'' کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے، اور بعض نے دوسری روایات کے پیشِ نظر اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، کیونکہ بعض دوسری روایات میں بھی ''عتود، جذعة'' یعنی کم عمر بکری کی قربانی کا ذکر آیا ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه البخارى (2300)، ومسلم (1965)، وابن ماجه (3138)، والترمذى (1576)، والنسائى (4379) من طريق أبى الخير مرثد بن عبد الله اليزنى، والبخارى (5547)، ومسلم (1965)، والترمذى (1577)، والنسائى (4380) و (4381) من طريق بعجة بن عبد الله الجهنى، كلاهما عن عقبة بن عامر (حاشية سنن ابى داؤد)

[1] قال الهيثمى:

رواه الطبرانى فى الكبير، والأوسط، وفيه ابن لهيعة، وفيه ضعف، ولكنه حسن الحديث مع ذلك (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٥٩٥٤)

وقال ابو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتى:

قال الحافظ: وفى الطبرانى الأوسط من حديث ابن عباس: فذكره، وأخرجه الحاكم من حديث عائشة، وفى سنده ضعف.

حديث ابن عباس أخرجه الطبرانى فى "الكبير (11504) "و"الأوسط (8969) "عن مِقْدَام بن داود بن عيسى الرُّعينى ثنا أبو الأسود النضر بن عبد الجبار ثنا ابن لَهيعة عن أبى الأسود عن عكرمة عن ابن عباس به.

وقال: لم يَرو هذا الحديث عن أبى الأسود إلا ابن لهيعة"

قلت: وهو ضعيف كما قال ابن معين وغيره، ومقدام بن داود قال النسائى: ليس بثقة، وقال الدارقطنى: ضعيف، والباقون ثقات، وأبو الأسود اسمه محمد بن عبد الرحمن بن نوفل.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسًا، فَجَاءَ رَجُلٌ فَدَخَلَ بِجَذَعٍ مِنَ الْمَعْزِ سَمِيْنٍ سَيِّدٍ، وَجَذَعٍ مِنَ الضَّأْنِ مَهْزُوْلٍ خَسِيْسٍ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا جَذَعٌ مِنَ الضَّأْنِ مَهْزُوْلٌ خَسِيْسٌ، وَهٰذَا جَذَعٌ مِنَ الْمَعْزِ سَمِيْنٌ سَيِّدٌ وَهُوَ خَيْرُهُمَا أَفَأُضَحِّي بِهِ؟ قَالَ: ضَحِّ بِهِ فَإِنَّ لِلّٰهِ الْخَيْرَ (مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۶۲۲۳)

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص بکری کا

---

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ورواه داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس بلفظ: أنّ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بعث بغنم إلى سعد بن أبي وقاص يقسمها بين أصحابه وكانوا يتمتعون، فبقي تيس فضحى به سعد بن أبي وقاص في تمتعه.

أخرجه الطبراني في "الكبير (11561) "عن علي بن عبد العزيز البغوي ثنا إسحاق بن محمد الفَرْوي ثنا إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة الأشهلي عن داود بن الحصين به.

وداود بن الحصين مختلف فيه، وثقه ابن معين وغيره، وقال أبو زرعة: لين، وقال أبو حاتم: ليس بالقوي.

وتكلم ابن المديني وأبو داود في حديثه عن عكرمة.

وإبراهيم بن إسماعيل مختلف فيه كذلك، وثقه أحمد وغيره، وضعفه النسائي وغير واحد.

وإسحاق بن محمد مختلف فيه أيضا، قواه ابن حبان، وضعفه الدارقطني وغير واحد.

وعلي وعكرمة ثقتان.

واختلف في هذا الحديث على إبراهيم بن إسماعيل بن أبي حبيبة، فقال محمد بن جهضم الخراساني: ثنا إبراهيم بن إسماعيل عن داود بن الحصين عن القاسم بن محمد عن عائشة أنّ رسول الله – صلى الله عليه وسلم – بعث إلى سعد بن أبي وقاص بقطيع من غنم فقسمها بين أصحابه، فبقي منها تيس فضحى به في عمرته.

أخرجه الحاكم (4/ 227)عن أبي عبد الله محمد بن يعقوب الشيباني ثنا علي بن الحسن الهلالي ثنا محمد بن جهضم به.

وقال: صحيح الإسناد"

وتعقبه الذهبي فقال: قلت: إبراهيم مختلف في عدالته"(انيس الساری تخریج احادیث فتح الباری، ج۲ص ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، حرف الهمزة، رقم الحديث ۷۹۹)

موٹا تازہ اور عالیشان ایک جذع (یعنی کم عمر کی بکری) لے کر آیا، اور ایک دنبہ کا کمزور اور خسیس جذع (یعنی کم عمر کا دنبہ) لے کر آیا، پھر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ دنبہ کا جذع ہے، جو کہ کمزور اور خسیس ہے، اور یہ بکری کا جذع ہے، جو کہ موٹا تازہ اور عمدہ ہے، اور یہ (یعنی بکری کا جذع) ان دونوں میں بہتر ہے، کیا میں اس کی قربانی کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی قربانی کردیجیے، کیونکہ اللہ کے لیے بہتر چیز ہونی چاہئے (ابو یعلیٰ)

اس حدیث کی سند کو اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

مذکورہ احادیث وروایات، جن میں کم عمر بکری کی قربانی کا ذکر آیا ہے، ان کے متعلق اکثر اور جمہور اہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے، بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کے "جذع" کی قربانی سے بعض صحابۂ کرام کو یہ کہہ کر منع فرمادیا تھا کہ یہ تمہارے بعد کسی کے لیے جائز نہیں، لہٰذا ان کو قولی احادیث اور عام حکم ہونے کی وجہ سے بعد کا حکم قرار دیا جائے گا، اور بکرے کے "جذع" کی قربانی کو ناجائز قرار دیا جائے گا۔

جہاں تک کم عمر دنبہ کی قربانی کا تعلق ہے، تو اس کا متعدد احادیث میں استثناء آیا ہے، جیسا کہ

---

[1] قال حسين سليم أسد الدارانی:
إسناده ضعيف (حاشية مسند ابی يعلیٰ)
وقال ابو حذيفة نبيل بن منصور البصارة الكويتی:
ضعيف، أخرجه أبو يعلی (6223) عن بشر بن الوليد الكندی والحاكم (4/ 227) عن أسد بن موسى المصری قالا: ثنا قَزَعة بن سويد ثنی الحجاج بن الحجاج عن سلمة بن جُنادة عن حنش عن أبی هريرة قال: كنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- جلوساً فجاء رجل فدخل بجذع من المعز سمين سيّد، وجذع من الضأن مهزول خَسيس، فقال: يا رسول الله، هذا جذع من الضأن مهزول خسيس، وهذا جذع من المعز سمين سيد، وهو خيرهما أفاضحی به؟ قال "ضح به فإن لله الخير" اللفظ لأبی يعلی.
قال الحاكم: صحيح الإسناد، وتعقبه الذهبی فقال: قلت: قزعة ضعيف.
قلت: وسلمة بن جنادة ذكره ابن حبان فی "الثقات"، وقال الحافظ فی "التقريب": مقبول (انيس الساری تخريج احاديث فتح الباری، ج۵ ص ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، حرف الضاد، رقم الحديث ۲۳۷۸)

آ گے آتا ہے، اس لیے دنبہ و بھیڑ کے ''جذع'' کے علاوہ دوسرے جانور کے ''جذع'' کی قربانی کی ممانعت کا حکم راجح قرار دیا جائے گا۔ [1]

## ''مُسنّة، جذعة'' اور ''ثنی'' کی قربانی والی احادیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ (مسلم، رقم الحدیث ۱۹٦۳ ''۱۳'')

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (قربانی میں) صرف مُسنّة (جانور ہی) قربان کرو، الا یہ کہ تم پر یہ دشوار ہو جائے، تو تم دنبہ کے جذعة کی قربانی کرلو (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنبہ کے جذعة کے علاوہ قربانی کے باقی تمام جانوروں میں ''مُسنّة'' ہونا ضروری ہے، اور ''مُسنّة'' کی تفصیل آ گے آتی ہے۔

حضرت کلیب سے روایت ہے کہ:

---

[1] أن النبی صلی الله علیه وسلم أعطاه غنما یقسمها علی أصحابه ضحایا فبقی عتود فقال ضح به أنت قال أهل اللغة العتود من أولاد المعز خاصة وهو ما رعی وقوی قال الجوهری وغیره هو ما بلغ سنة وجمعه أعتدة وعدان بإدغام التاء فی الدال قال البیهقی وسائر أصحابنا وغیرهم کانت هذه رخصة لعقبة بن عامر کما کان مثلها رخصة لأبی بردة بن نیار المذکور فی حدیث البراء بن عازب السابق قال البیهقی وقد روینا ذلک من روایة اللیث بن سعد ثم روی ذلک بإسناده الصحیح عن عقبة بن عامر قال أعطانی رسول الله صلی الله علیه وسلم غنما أقسمها ضحایا بین أصحابی فبقی عتود منها فقال ضح بها أنت ولا رخصة لأحد فیها بعدک قال البیهقی وعلی هذا یحمل أیضا مارویناه عن زید بن خالد قال قسم رسول الله صلی الله علیه وسلم فی أصحابه غنما فأعطانی عتودا جذعا فقال ضح به فقلت إنه جذع من المعز أضحی به قال نعم ضح به فضحیت هذا کلام البیهقی وهذا الحدیث رواه أبو داود بإسناد جید حسن ولیس فیه روایة أبی داود من المعز ولکنه معلوم من قوله عتود وهذا التأویل الذی قاله البیهقی وغیره متعین والله أعلم (شرح النووی علیٰ مسلم، ج۱۳ص۱۱۸، ۱۱۹، کتاب الاضاحی، باب سن الاضحیة)

كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُقَالُ لَهُ: مُجَاشِعٌ، مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، فَعَزَّتِ الْغَنَمُ، فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِيْ مِمَّا تُوفِيْ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۱۴۰) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے ایک صحابی کے ساتھ تھے، جن کو مجاشع کہا جاتا تھا، جو بنی سلیم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے کہ بکریاں کم ہوگئیں، تو انہوں نے یہ اعلان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ ''جذع'' کفایت کردیتا ہے اس چیز کی طرف سے، جس سے ''ثنیة'' کفایت کرتا ہے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت کلیب سے ایک روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ:

كُنَّا فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْأَضْحٰى، فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَشْتَرِي الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ، مِنْ مُزَيْنَةَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِيْ مِمَّا يُوْفِيْ مِنْهُ الثَّنِيُّ (السنن الصغرى للنسائی، رقم الحديث ۴۳۸۳)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده قوى .عاصم بن كليب وأبوه صدوقان لا بأس بهما.
وأخرجه أبو داود (2799) من طريق سفيان الثورى، بهذا الإسناد.
وأخرجه النسائى 7/ 219 من طريق أبى الأحوص و 7/ 219 من طريق شعبة بن الحجاج، كلاهما عن عاصم، به.
وهو فى "مسند أحمد "(231231) من طريق شعبة، وقال فيه :عن رجل من مزينة أو جهينة وقد ذهب بعض أهل العلم إلى أنه إذا اختلف سفيان وشعبة فالقول قول سفيان.
الثنية من الغم، هو ما دخل فى السنة الثالثة، والذكر ثنى، وعلى مذهب أحمد بن حنبل ما دخل من المعز فى الثانية .قاله فى "النهاية (حاشية سنن ابن ماجه)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: ہم سفر میں تھے، اسی دوران عیدُ الاضحیٰ کا زمانہ آ گیا، تو ہم میں سے بعض لوگ "مسنة" دو اور تین جذعوں کے بدلہ میں خریدنے لگے، تو ہمیں "مزینة" قبیلہ کے ایک صحابی نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے، اسی دوران قربانی کا دن آ گیا، تو ایک آدمی "مُسنّة" کو دو اور تین جذعوں کے بدلہ میں خریدنے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جذعہ کفایت کر دیتا ہے، اس کی طرف سے، جس سے "ثنی" کفایت کرتا ہے (نسائی)

اس طرح کی حدیث کو امام احمد نے بھی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا شعبة، عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن رجل من مزينة، أو جهينة قال: كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان قبل الأضحى بيوم أو بيومين أعطوا جذعين، وأخذوا ثنيا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إن الجذعة تجزء مما تجزء منه الثنية (مسند احمد، رقم الحديث ٢٣١٢٣)

قال شعيب الارنووط:

إسناده قوى.

وأخرجه الحاكم 4/226 من طريق عبد الله بن أحمد، عن أبيه، بهذا الإسناد.

وأخرجه النسائي 7/219 من طريق خالد بن الحارث، والبيهقي 9/271 من طريق وهب ابن جرير، كلاهما عن شعبة، به.

وأخرجه ابن أبي شيبة 14/210، والحاكم 4/226 من طريق عبد الله بن إدريس، والنسائي 7/219 من طريق أبي الأحوص، كلاهما عن عاصم، به.

وأخرجه البيهقي 9/270 من طريق سفيان الثوري، عن أسامة بن زيد، عن رجل عن سعيد بن المسيب، عن رجل من جهينة فذكره .وفي إسناده عبد الله بن محمد ابن سعيد بن أبي مريم ضعيف.

وأخرجه أبو داود (2799)، وابن ماجه (3140)، والطبراني في "الكبير 20/ (764)، والحاكم 4/226، والبيهقي 9/270 و271-270، والمزي في ترجمة مجاشع بن مسعود من "تهذيب الكمال 27/217 "من طرق عن سفيان الثوري، عن عاصم، عن أبيه، قال: كنا مع رجل من أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقال له: مجاشع من بني سليم، فعزَّت الغنم فأمر منادياً فنادى ...فذكر نحو حديثنا.

هكذا سماه سفيان في روايته، وقد ذهب بعض أهل العلم إلى أنه إذا اختلف قول شعبة وقول سفيان فالقول قول سفيان، والله أعلم.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مذکورہ احادیث کے متعلق جمہور فقہائے کرام کا کہنا یہ ہے کہ ان میں ''جذع'' سے عام قربانی کے جانوروں کا ''جذع'' مراد نہیں، بلکہ خاص دنبہ کا ''جذعة'' مراد ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزرا۔

اس کے علاوہ آگے کئی احادیث میں خاص دنبہ کے ''جذع'' کی قربانی کا ذکر ہے، لہٰذا مطلق ''جذع'' کو دنبہ کے ''جذع'' پر محمول کیا جائے گا۔

البتہ جمہور کے علاوہ بعض دیگر حضرات مثلاً علامہ ابنِ حزم وغیرہ ان احادیث کو عموم پر محمول کرتے ہوئے، ہر طرح کی قربانی کے جانوروں میں ''جذع'' کو جائز قرار دیتے ہیں، جو کہ

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وأخرجه البيهقي 9/270من طريق سفيان، عن عاصم، عن أبيه، عن رجل –قال: كان من أصحاب رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ–: أنهم كانوا مع مجاشع السلمي فعزت الأضاحي فقال له رجل: إني سمعت رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول ...فذكره.
وإسناده ضعيف، فيه ابن أبي مريم المذكور
وفي الباب عن أبي هريرة، سلف برقم . (9739)
وعن جابر بن عبد الله، سلف برقم (14348)، وانظر تتمة الشواهد عند حديث أبي هريرة.
قوله:" إن الجذعة :"يعني من الضأن (حاشية مسند احمد)

اور اس حدیث کو ابوداود نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ [1]

[1] عن عاصمِ بن كُلَيبٍ، عن أبيهِ، قال: كنا مع رجلٍ من أصحابِ النبي -صلَّى الله عليه وسلم -يقال له :مُجَاشعٌ من بني سُليم، فَعَزَّت الغنمُ، فأمر مُنادياً فنادى :إن رسولَ الله -صلَّى الله عليه وسلم -يقولُ":إن الجَذَعَ يُوَفِّي مما يُوفِّي منه الثَّنِيُّ(سنن أبي داود، رقم الحديث ٢٧٩٩)

قال شعيب الارنؤوط:
إسناده قوي .عاصم بن كليب -وهو ابن شهاب -وأبوه صدوقان لا بأس بهما، وباقي رجاله ثقات .الثوري :هو سفيان بن سعيد.
وأخرجه ابن ماجه (3140) من طريق سفيان الثوري، والنسائي (4383) من طريق أبي الأحوص سلام بن سُليم، و (4384) من طريق شعبة بن الحجاج، ثلاثتهم عن عاصم، به إلا أن أبا الأحوص قال في روايته :عن رجل من مزينة، بدل رجل من بني سُليم(حاشية سنن ابی داؤد)

www.idaraghufran.org

بظاہر مرجوح قول ہے۔ ۱؎

۱؎ (وعن مجاشع) : بضم الميم .(من بنى سليم) : بالتصغير قال ميرک :وهو مجاشع بن مسعود بن ثعلبة بن وهب السلمى :أخو مجالد، ولهما صحبة .(أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم -كان يقول :إن الجذع) أى :من الضأن .(يوفى) : مضارع مجهول من التوفية، وقيل :من الإيفاء ، ويقال :أوفاه حقه، ووفاه أى :أعطاه وافيا أى : تاما .(مما يوفى منه الثنى) أى :الجذع يجزء مما يتقرب به من الثنى أى :من المعز، والمعنى يجوز تضحية الجذع من الضأن كتضحية الثنى من المعز(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٣،ص١٠٨٦ ،باب فى الأضحية)

والمراد يجزء ويكفى (مما يوفى منه الثنى) أى من المعز، والثنى هو المسن يعنى أن الجذع من الضأن يجزء فى الأضحية كما يجزء الثنى من المعز .ففى رواية النسائى والبيهقى :أن الجذعة تجزء مما تجزء منه التثنية .وفيه دليل على أنها تجوز التضحية بالجذع من الضأن كما ذهب إليه الجمهور(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج٥،ص١٠١ ،باب فى الأضحية)

وأما حديث عاصم بن كليب عن أبيه عن النبى أنه قال إن الجذع يوفى مما يوفى منه الثنى فهذا إنما هو فى الضأن بدليل حديث البراء وغيره فى قصة أبى بردة بن نيار أن رسول الله قال له فى العناق وهى من المعز أنها لن تجزىء عن أحد بعدک

وأما الأضحية بالجذع من الضأن فمجتمع عليها عند جماعة الفقهاء (التمهيد ،لابن عبد البر، ج٢٣،ص١٨٩ ،باب الياء ،يحيى بن سعيد الأنصارى ،الحديث العشرون)

وحديث مجاشع وإن كان بعمومه يشمل الجذع من المعز، فقد جاء ما يدل على أنه غير مراد وهو حديث البراء قال:ضحى خالى أبو بردة قبل الصلاة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :تلک شاة لحم "، فقال :يا رسول الله إن عندى جذعة من المعز، فقال " :ضح بها، ولا تصلح لغيرک "وفى رواية " :اذبحها، ولن تجزء عن أحد بعدک "وفى أخرى:

"ولا تجزىء جذعة عن أحد بعدک "، أخرجه مسلم ( 6/76 - 74 ) والبخارى نحوه ويبدو جليا من مجموع الروايات أن المراد بالجذعة فى اللفظ الأخير الجذعة من المعز، فهو فى ذلک كحديث عقبة المتقدم من رواية البخارى، وأما فهم ابن حزم من هذا اللفظ جذعة العموم فيشمل عنده الجذعة من الضأن فمن ظاهريته وجموده على اللفظ دون النظر إلى ما تدل عليه الروايات بمجموعها، والسياق والسباق، وهما من المقيدات، كما نص على ذلک ابن دقيق العيد وغيره من المحققين .ذلک هو الجواب الصحيح عن حديث جابر رضى الله عنه(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة،للالبانى،تحت رقم الحديث٦٥)

www.idaraghufran.org

# الجذع من الضأن کے جواز والی احادیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً، إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ (مسلم، رقم الحديث ١٩٦٣ "١٣")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (قربانی میں) صرف مُسنّۃ (جانور ہی) قربان کرو، الّا یہ کہ تم پر یہ دشوار ہو جائے، تو تم دنبہ کے جذعۃ کی قربانی کرلو (مسلم)

اس حدیث کے پیشِ نظر بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ جب تک "مُسنّۃ" پر قدرت ہو، اس وقت تک دنبہ کا "جذع" جائز نہیں، لیکن دیگر حضرات نے "مُسنّۃ" پر قدرت ہونے کی صورت میں دنبہ کے "جذع" کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے، اور انہوں نے فرمایا کہ قدرت ہونے کا حکم استحبابی درجہ کا ہے، اور یہی قول زیادہ معتمد معلوم ہوتا ہے، کیونکہ کئی دیگر احادیث و روایات میں دنبہ کی قربانی کا مطلق جواز مذکور ہے، اور ان میں قدرت وغیرہ کی قید کا ذکر نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ [1]

---

[1] "إلا أن يعسر عليكم "؛ أى: ذبحها، بألا تجدوها ".فتذبحوا جذعة :"وهى ما يكون قبل المسنة.

"من الضأن "، وبهذا قال بعض الفقهاء: الجذعة لا تجزء فى الأضحية إذا كان قادرا على مسنة، ومن قال بجوازه حمل الحديث على الاستحباب (شرح المصابيح لابن الملك، ج٢، ص ٢٦١، كتاب الصلاة، باب صلاة العيد، فصل فى الاضحية)

(وعن جابر قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-لا تذبحوا إلا مسنة) : وهى الكبيرة بالسن، فمن الإبل التى تمت لها خمس سنين ودخلت فى السادسة، ومن البقر التى تمت لها سنتان ودخلت فى الثالثة، ومن الضأن والمعز ما تمت لها سنة، كذا قاله ابن الملك .(إلا أن يعسر) أى: يصعب .(عليكم) أى :ذبحها، بأن لا تجدوها قاله ابن الملك .والظاهر أى :يعسر عليكم أداء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

حضرت اُمِّ بلال رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

ثمنها .قال ابن الملک :قوله :(إلا أن يعسر) بهذا قال بعض الفقهاء :الجذعة لا تجزء فى الأضحية إذا كان قادرا على مسنة، ومن قال بجوازه حمل الحديث على الاستحباب اهـ .وهو المعتمد فى المذهب.
ويؤيده حديث نعمت الأضحية الجذعة من الضأن وروى أحمد وغيره :ضحوا بالجذعة من الضأن فإنه جائز .(فذبحوا جذعة) : بفتحتين .(من الضأن) : بالهمز ويبدل ويحرک خلاف المعز من الغنم، وهو ما يكون قبل السنة قاله ابن الملک، لكن يقيد بأنها تكون بنت ستة أشهر تشبه ما لها سنة لعظم جثتها .وفى النهاية :الجذع من أسنان الدواب، وهو ما يكون منها شابا فهو من الإبل ما دخل فى المسنة، ومن البقر ما دخل فى الثانية، ومن الضأن ما تمت له سنة، وقيل :أقل منها، وفى شرح السنة :اتفقوا على أنه لا يجوز من الإبل والبقر إلا الثنى، وهو من الإبل ما استكمل خمس سنين، ومن البقر والمعز ما استكمل سنتين وطعن فى الثالثة، وأما الجذع من الضأن فاختلفوا فيه، فذهب أكثر أهل العلم من الصحابة ومن بعدهم إلى جوازه، غير أن بعضهم يشترط أن يكون عظيما، وقال الزهرى :لا يجوز من الضأن إلا الثنى فصاعدا كالإبل والبقر، والأول أصح لما ورد :نعمت الأضحية الجذعة من الضأن اهـ. لكن قوله :المعز ما استكمل سنتين مخصوص بمذهب الشافعى، ففى التعبير بالاتفاق تخالف .قال فى الأزهار :النهى فى قوله :لا تذبحوا للحرمة فى الإجزاء، وللتنزيه فى العدول إلى الأدنى، وهو المقصود فى الحديث بدليل .(إلا أن يعسر عليكم) والعسر قد يكون لغلاء ثمنها، وقد يكون لفقدها وعزتها، ومعنى الحديث الحمل والحث على الأكمل والأفضل، وهو الإبل، ثم البقر، ثم الضأن، وليس المراد الترتيب والشرط .وقال بعض الشارحين : المراد بالمسنة هنا البقرة فقط، وليس كذلک ولا مخصص لها، ذكره السيد .(رواه مسلم) : وكان مقتضى عادته أن يجمع بينه وبين الحديث الأول ويقول :رواهما مسلم (مرقاة المفاتيح، ج٣، ص ١٠٧٩، كتاب الصلاة، باب فى الاضحية)
فى هذا الحديث: دليل على أنه لابد فى الأضاحى من أن تكون الأضحية سنية فأكثر لقوله: لا تذبحوا إلا مسنة.
ومن فوائده أيضاً: أنه يجوز التضحية بالجذع من الضأن لكن الحديث كما ترون مشروط بن إذا تعسرت السنية، فهل هذا الشرط شرط للإجزاء أو للكمال؟ ظاهر الحديث أنه شرط للإجزاء لأنه قال: إلا أن تعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن، يعنى: فلا حرج، ولكن سيأتينا– إن كان المؤلف قد ذكره– بأنه يجوز التضحية بالجذع مطلقاً فالسنة عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه أباح التضحية بالجذع من الضأن مطلقاً، وعلى هذا فيكون هذا القيد: إلا أن تعسر عليكم قيد للأكمل والأفضل: يعنى: أن الأفضل السنية أفضل من الجذعة، لكن إن تعسرت ولم تكن متيسرة فاذبحوا جذعة من الضأن، وإن ذبحتم بدون أن تتعسر فلا بأس، دلت عليه السنة من وجه آخر، إذن أضف إلى الشرطين السابقين شرطاً ثالثاً، وهو بلوغ السن المعتبر شرعاً وهو فى الإبل خمس سنين والبقر سنتان والمعز سنة والضأن ستة أشهر (فتح ذى الجلال والإكرام بشرح بلوغ المرام للعثيمين، ج٦، ص ٨٤، كتاب الاطعمة، باب الاضاحى، حكم ذبح المسنة)

**أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ضَحُّوْا بِالْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فَإِنَّهُ جَائِزٌ** (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۷۰۷۲) ل

---

ل قال شعيب الارنؤوط:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف، والدة محمد بن أبي يحيى الأسلمي، انفردَ بالرواية عنها ابنُها محمد، ولم يؤثر توثيقُها عن أحد، وأمُّ بلال، انفرد بالرواية عنها والدة محمد بن أبي يحيى، وقال الذهبي في "الميزان": "لا تعرف، لكن وثقها العجلي. قلنا: ويقال: لها صحبة، كما ذكر الحافظ في "التقريب"، وبقية رجاله ثقات. وقد اختُلف فيه على محمد بن أبي يحيى:

فرواه يحيى بن سعيد -كما في هذه الرواية، وكما عند ابن أبي عاصم في "الآحاد والمثاني "(3395)، والطبراني في "الكبير 25/ "(397)، والبيهقي في "السنن" -9/271عنه، عن أمه، عن أم بلال أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ....

ورواه أبو ضمرة أنس بن عياض عنه، واختلف عليه كذلك:

فرواه علي بن بحر كما في الرواية التالية، وابنُ وهب فيما أخرجه الطحاوي في "شرح مشكل الآثار "(5723)، وعبد الرحمن بن إبراهيم الدمشقي فيما أخرجه ابن ماجه (3139) ثلاثتهم عن أنس بن عياض، عن محمد بن أبي يحيى، عن أمه، عن أم بلال ابنة هلال، عن أبيها أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...

ورواه هارون بن موسى -فيما أخرجه ابن قانع في "معجمه -3/203 "عن أنس بن عياض، وقال: عن محمد بن أبي يحيى، عن أبيه، عن أمِّ بلال بنت هلال الأسلمي، عن أبيها. قلنا: واسم أبي يحيى: سمعان، وهو صدوق لا بأس به، لكن لم يذكروا له رواية عن أمِّ بلال.

ورواه إبراهيم بن حمزة الزُّبيري -فيما أخرجه الطبراني في "الكبير 25/ "(397)- عن أنس بن عياض، عن محمد بن أبي يحيى، عن أبيه، عن امرأة يقال لها: أم بلال - وكان أبوها يوم الحُديبية مع النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قالت: قال رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ...

ورواه الشافعي -فيما أخرجه البيهقي في "معرفة السنن والآثار -29-14/28 "عن أنس بن عياض، عن محمد بن أبي يحيى، عن أمه قالت:

أخبرتني أمُّ بلال بنت هلال، عن أبيها -هكذا قرأه المزني -أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ورواه إبراهيم بن المنذر الحزامي -فيما أخرجه البيهقي في "السنن 9/271 "، وفي "معرفة السنن والآثار -14/29 "عن أنس بن عياض، عن محمد ابن أبي يحيى، عن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنبہ کے ''جـذع'' کی قربانی کرو، کیونکہ وہ جائز ہے (مسنداحمد)

اور حضرت اُمِّ بلال اپنے والد حضرت ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: يَجُوْزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ أُضْحِيَّةً (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ٣١٣٩) [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أمه، عن أمِّ بلال أن النبي ...فذكره .قال البيهقي :وليس فيه عن أبيها، وهو الصحيح.

وأورده الهيثمي في "المجمع 4/19 "وقال :رواه أحمد والطبراني في "الكبير"، ورجاله ثقات.

وسلف حديث عقبة بن عامر برقم (17304) ، بإسناد صحيح، وقد ذكرنا هناك بقية أحاديث الباب (حاشية مسند احمد)

[1] قال شعيب الارنؤوط:

حسن لغيره، وهذا إسناد ضعيف لجهالة أم محمَّد بن أبي يحيى، وأم بلال لم يرو عنها غير أم محمَّد هذه، ولهذا قال الذهبي في "الميزان" :"لا تعرف، لكن وثقها العجلي.
قلنا :ويقال :لها صحبة كما ذكر الحافظ في "التقريب"، وقد اختُلف في إسناد هذا الحديث على أنس بن عياض.

فرواه عبد الرحمن بن إبراهيم دُحيم كما في هذه الرواية، والشافعي كما أخرجه البيهقي في "معرفة السُّنن 29 - 28 /14 "، وعلي بن بحر عند أحمد (27073) وابن وهب عند الطحاوي في "شرح مشكل الآثار "(5723) ثلاثتهم عن أنس بن عياض، عن محمَّد بن أبي يحيى، عن أمه، عن أم بلال، عن أبيها.

ورواه هارون بن موسى الفروي عند ابن قانع في "معجمه 3/ 203 "عن أنس، عن محمَّد بن أبي يحيى، عن أبيه، عن أم بلال بنت هلال الأسلمي، عن أبيها .قلنا :واسم أبي يحيى سمعان، وهو صدوق لا بأس به، لكن لم يذكروا له رواية عن أم بلال.

ورواه إبراهيم بن المنذر الحزامي عند البيهقي في "السُّنن الكبرى 271 /9 "، وفي "معرفة السُّنن والآثار 29 /14 "عن أنس بن عياض، عن محمَّد بن أبي يحيى، عن أمه، عن أم بلال أن النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ-.

ورواه إبراهيم بن حمزة الزبيري عند الطبراني في "الكبير (397) /25 ") عن أنس، عن ابن أبي يحيى، عن أبيه، عن امرأة يقال لها :أم بلال -وكان أبوها يوم الحديبية مع النبي -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قالت :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم.

قال البيهقي بعد رواية إبراهيم بن المنذر الحزامي :ليس فيه :عن أبيها، وهو الصحيح .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنبہ کے ''جذع'' کی قربانی جائز ہے (ابن ماجہ)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

**ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ** (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۵۹۰۴، ذِكْرُ الْإِبَاحَةِ لِلْمَرْءِ بِأَنْ يَذْبَحَ الْجَذَعَ مِنَ الضَّأْنِ فِي نَسِيكَتِهِ) [1]

ترجمہ: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دنبہ کے جذع کی قربانی کی (ابنِ حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ:

**سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: نِعْمَ– أَوْ نِعْمَتِ– الْأُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ فَانْتَهَبَهَا النَّاسُ** (مسند احمد، رقم الحدیث ۹۷۳۹)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دنبہ کے

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قلنا: وهو كما قال البيهقي لموافقة يحيى بن سعيد القطان لإبراهيم بن المنذر، حيث رواه القطان عن محمَّد بن أبي يحيى، عن أمه، عن أم بلال أن رسول الله. أخرجه أحمد (27072)، وابن أبي عاصم في "الآحاد المثاني "(3395)، والطبراني في "الكبير" (397) /25.ويشهد له حديث عقبة بن عامر السالف ذكره قبله.
ويشهد له كذلك ما بعده (حاشية سنن ابن ماجه)

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده قوي، رجاله رجال الصحيح غير معاذ بن عبد الله الجهني، فقد روى له أصحاب السنن، وهو صدوق، بكير: هو ابن عبد الله بن الأشجع.
وأخرجه النسائي 7/219في الضحايا: باب المسنة والجذعة، وابن الجارود "905" من طريقين عن ابن وهب، بهذا الإسناد.
وأخرجه الطبراني "953"/17، والبيهقي 9/270من طرق بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، به وانظر الحديث رقم ."5898" (حاشية صحيح ابن حبان)

www.idaraghufran.org

جذع کی قربانی کیا ہی اچھی ہے، جس سے لوگوں کو اس بات کا پتہ چلا (مسند احمد)

اس حدیث کو بعض اہلِ علم حضرات نے سند کے اعتبار سے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن اس کو معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے دوسری احادیث کے پیشِ نظر درست قرار دیا جاسکتا ہے۔ [1]

مذکورہ احادیث میں خاص طور پر دنبہ کے ''جذع'' کی قربانی کا ذکر ہے، جن کے پیشِ نظر جمہور فقہائے کرام نے صرف دنبہ کے ''جذع'' کی قربانی کو جائز قرار دیا، اور باقی جانوروں کے لیے بڑی عمر یعنی ''مسنة'' یا ''ثنی'' کو ضروری قرار دیا۔

اور بعض حضرات نے اس سے اختلاف کیا، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:
إسناده ضعيف لجهالة كدام بن عبد الرحمن وأبي كباش، وقد رواه غير عثمان بن واقد عن أبي هريرة موقوفاً، قاله الترمذي عن البخاري في "العلل.2/646 "
وأخرجه إسحاق بن راهويه (307)، والترمذي (1499)، والبيهقي 9/271من طريق وكيع، بهذا الإسناد.
قال الترمذي: حديث غريب، ووقع في المطبوع منه: حديث حسن غريب، والصواب حذف كلمة "حسن" (حاشية مسند احمد)
وقال الألباني :
نعمت الأضحية الجذع من الضأن "وكذا الذي قبله، وإن كان ضعيف المبنى، فهو صحيح المعنى، يشهد له حديث عقبة ومجاشع(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة،تحت رقم الحديث ٦٥)

www.idaraghufran.org

# ”جذع و غیر جذع“ کی قربانی پر فقہاء کے اقوال

مذکورہ احادیث وروایات کے بعد عرض ہے کہ جمہور فقہائے کرام یعنی حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ) کے نزدیک قربانی کے جانور کے لیے ضروری ہے کہ وہ ”مُسنّة“ یا ”ثنی“ یعنی بڑی عمر کا ہو، البتہ ان حضرات کے نزدیک صرف دنبہ کا ”جذع“ جائز ہے۔

جبکہ مذکورہ جمہور فقہائے کرام کے علاوہ بعض حضرات تمام جانوروں میں ”جذع“ کو جائز قرار دیتے ہیں، اور بعض دنبہ سمیت ہر جانور میں ”ثنی“ یا ”مسنة“ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔

ذیل میں فقہائے کرام کی عبارات کی روشنی میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## علامہ ابنِ قدامہ حنبلی کا حوالہ

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(ولا يجزء إلا الجذع من الضأن؛ وهو ما له ستة أشهر، والثنى مما سواه) وهو قول مالك، والليث، والشافعي، وأبي عبيد، وأصحاب الرأى .

وقال ابن عمر، والزهرى :لا يجزء الجذع؛ لأنه لا يجزء من غير الضأن، فلا يجزء منه، كالحمل.

وعن عطاء ، والأوزاعي، أنهما قالا :يجزء الجذع من جميع الأجناس؛ لما روى مجاشع بن سليم، قال :سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم-، يقول :إن الجذع يوفى بما يوفى به الثنى.

رواه أبو داود، والنسائي، وابن ماجه ولأنه يجزء من بعض

الأجناس، فأجزأ من جميعها، كالثنى .
ولنا على إجزاء الجذع من الضأن، حديث مجاشع، وأبى هريرة، وعلى أن الجذعة من غيرها لا تجزء، قول النبى -صلى الله عليه وسلم :-لا تذبحوا إلا مسنة، فإن عسر عليكم فاذبحوا الجذع من الضأن .وقال أبو بردة بن نيار، رضى الله عنه :عندى جذعة من المعز أحب إلى من شاتين، فهل تجزء عني؟ قال :نعم، ولا تجزء عن أحد بعدك .متفق عليه وحديثهم محمول على الجذع من الضأن لما ذكرنا (الشرح الكبير،لابن قدامة المقدسى،ج ۹،ص ۳۳۸،کتاب المناسک،باب الهدى والأضاحى)

ترجمہ:(اور''جذع''صرف دنبہ کا جائز ہے،جس کی عمر چھ ماہ کی ہو،اور دنبہ کے علاوہ صرف''ثنی'' کی قربانی جائز ہے)اور یہی امام مالک اور حضرت لیث اور امام شافعی اور حضرت ابوعبید اور حنفیہ کا قول ہے۔

اور حضرت ابنِ عمر اور زہری کا قول یہ ہے کہ کسی بھی جانور کے''جذع'' کی قربانی جائز نہیں، کیونکہ جب دنبہ کے علاوہ کے''جذع'' کی جائز نہیں،تو دنبہ کے ''جذع'' کی بھی جائز نہیں، کالحمل۔

اور حضرت عطاء اور امام اوزاعی کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ قربانی کے تمام اجناس کے جانوروں کے''جذع'' کی قربانی جائز ہے،کیونکہ مجاشع بن سلیم کی سند سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''جذع''اس سے کفایت کردیتا ہے،جس سے''ثنی'' کفایت کرتا ہے،اس کو ابوداؤد،نسائی اور ابنِ ماجہ نے روایت کیا ہے،اور ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب بعض اجناس کا ''جذع''جائز ہے،تو تمام اجناس کا ''جذع'' بھی جائز ہونا

چاہیے، جیسا کہ ''ثنی'' کا بھی یہی حکم ہے (کہ وہ تمام اجناس کا جائز ہے)

اور ہماری (نیز جمہور کی) دلیل دنبہ کے ''جذع'' کے جائز ہونے پر حضرت مجاشع اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث ہے، اور اس بات کی دلیل کہ دنبہ کے علاوہ ''جذع'' جائز نہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ ''لا تذبحوا إلا مسنة، فإن عسر عليكم فاذبحوا الجذع من الضأن'' نیز حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''میرے پاس بکری کا ''جذع'' ہے، جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے، تو کیا میری طرف سے وہ جائز ہوگا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! اور آپ کے بعد کسی کی طرف سے جائز نہیں ہوگا'' یہ حدیث بخاری، مسلم میں ہے۔

اور دوسرے حضرات کی پیش کردہ حدیث کا جواب یہ ہے کہ وہ دنبہ کے ''جذع'' پر محمول ہے، جس کی دلیل وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی (الشرح الکبیر)

# ابوالحسن الماوردی شافعی کا حوالہ

ابوالحسن الماوردی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**فإذا تقرر أن الضحايا بالإبل والبقر والغنم دون ما عداها من جميع الحيوان فأسنان ما يجوز في الضحايا منها معتبرة ولا يجزء دونها، وقد أجمعنا على أنه لا يجزء ما دون الجذاع من جميعها ولا يلزم ما فوق الثنايا من جميعها.**

**واختلفوا في الجذاع والثنايا على ثلاثة:**

**أحدها :وهو قول عبد الله بن عمر والزهري إنه لا يجزء منها إلا الثنايا من جميعها ولا يجزء الجذع من الضأن كما لا يجزء**

الجذع من المعز.

والمذهب الثانی - :وهو قول عطاء والأوزاعی إنه یجزء الجذع من جمیعها حتی من الإبل والبقر والمعز کما یجزء الجذع من الضأن.

والمذهب الثالث :وهو قول الشافعی وأبی حنیفة ومالک والجمهور من الفقهاء -أنه لا یجزء من الإبل والبقر والمعز إلا التی دون الجذع ویجزء من الضأن وحده الجذع (الحاوی الکبیر فی فقه مذهب الإمام الشافعی،ج۱۵،ص۷۶،کتاب الضحایا)

ترجمہ: پس جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ اونٹ اور گائے اور غنم (بشمول دنبہ) کی ہی قربانی جائز ہے، ان کے علاوہ کسی جانور کی قربانی جائز نہیں، تو اس کے بعد سمجھ لینا چاہیے کہ ان جانوروں میں صرف ''أسنان'' (یعنی جذعة کے مقابلہ میں بڑی عمر والے جانورں) کی قربانی ہی جائز ہے، ان (یعنی اسنان یا مسنة) سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں، اور ہمارا اس بات پر اجماع ہے کہ ''جذع'' سے نیچے تمام جانوروں کی قربانی جائز نہیں، لیکن ''ثنایا'' سے زیادہ عمر کے جانوروں کی قربانی لازم نہیں۔

البتہ ''جذع'' اور ''ثنایا'' کے بارے میں اختلاف ہوا ہے، جس میں مجموعی طور پر تین آراء ہیں:

ان میں سے ایک تو حضرت عبداللہ بن عمر اور زہری کا قول ہے کہ تمام جانوروں میں صرف ''ثنایا'' ہی جائز ہیں، یہاں تک کہ دنبہ کا ''جذع'' بھی نہیں، جیسا کہ بکرے کا ''جذع'' جائز نہیں۔

اور دوسرا مذہب حضرت عطاء اور اوزاعی کا قول ہے کہ تمام جانوروں کا ''جذع''

جائز ہے، یہاں تک کہ اونٹ اور گائے اور بکری کا بھی، جیسا کہ دنبہ کا ''جذع'' جائز ہے۔

اور تیسرا مذہب امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور جمہور فقہاء کا قول ہے کہ اونٹ اور گائے اور بکری کے ''جذع'' کے علاوہ (مسنۃ یا اس سے زیادہ عمر کا) ہی جائز ہوتا ہے، البتہ صرف دنبہ کا ''جذع'' جائز ہے (الحاوی)

## امام نووی کا حوالہ

امام نووی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**ولا يجزء من الضأن إلا الجذع والجذعة فصاعدا ولا من الإبل والبقر والمعز إلا الثنى أو الثنية فصاعدا هكذا نص عليه الشافعى وقطع به الأصحاب. وحكى الرافعي وجها أنه يجزء الجذع من المعز وهو شاذ ضعيف بل غلط .ففى الصحيحين عن البراء بن عازب إن النبى صلى الله عليه وسلم قال لأبى بردة بن دينار خال البراء بن عازب (تجزئک يعنى الجذعة من المعز ولا تجزء أحدا بعدک) والله أعلم.**

**ثم الجذع ما استكمل سنة على أصح الأوجه......**

**قال أبو الحسن العبادى وغيره فإذا قلنا بالمذهب ان الجذع ماله سنة كاملة فلو أجذع قبل تمام السنة أى سقطت سنه أجزأ فى الأضحية كما لو تمت السنة قبل أن يذبح ويكون ذلک كالبلوغ بالسن أو الاحتلام فانه يكتفى فيه أسبقهما وهكذا صرح البغوى به فقال الجذع ما استكملت سنة أو أجذعت قبلها.**

www.idaraghufran.org

(وأما) الثنى من الإبل فما استكملت خمس سنين ودخل في السادسة......

(وأما) الثنى من البقر فهو ما استكمل سنتين ودخل في الثالثة ......

(وأما) الثنى من المعز ففيه وجهان سبقا في كتاب الزكاة (أصحهما) ما استكمل سنتين (والثاني) ما استكمل سنة......

وأجمعت الأمة على أنه لا يجزء من الإبل والبقر والمعز إلا الثنى ولا من الضأن إلا الجذع وأنه يجزء هذه المذكورات إلا ما حكاه العبدرى وجماعة من أصحابنا عن الزهرى أنه قال لا يجزء الجذع من الضأن وعن الأوزاعى أنه يجزء الجذع من الإبل والبقر والمعز والضأن وحكى صاحب البيان عن ابن عمر كالزهرى وعن عطاء كالأوزاعى هكذا نقل هؤلاء .

ونقل القاضى عياض الاجماع على أنه يجزء الجذع من الضأن وأنه لا يجزء جذع المعز (المجموع شرح المهذب، ج٨،ص ٣٩٤،باب الأضحية)

ترجمہ: اور دنبہ کا ''جذع'' اور ''جذعة'' (یعنی کم عمر کا دنبہ بشمول نر و مادہ کے ) اور اس سے بڑی عمر کا ہی جائز ہے، اور اونٹ اور گائے اور بکری میں صرف ''ثنی'' اور ''ثنية'' یا اس سے زیادہ عمر کا ہی جائز ہے امام شافعی نے اسی کی صراحت کی ہے، اور آپ کے اصحاب نے اسی کو یقینی طور پر اختیار کیا ہے، البتہ رافعی نے ایک اور وجہ ذکر کی ہے کہ بکری کا ''جذع'' جائز ہے، مگر یہ شاذ، ضعیف بلکہ غلط قول ہے، کیونکہ صحیحین میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بردہ بن نیار سے جو کہ حضرت

www.idaraghufran.org

براء بن عازب کے ماموں (ننھیالی رشتہ دار) ہیں، فرمایا کہ ''آپ کے لیے جـــذعة جائز ہے، اورآپ کے بعد کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا'' واللہ اعلم۔

جہاں تک ''جـذع'' کا تعلق ہے، تو ''جـذع'' اصح قول کے مطابق وہ ہے، جو مکمل ایک سال کا ہو چکا ہو (اور اس میں دوسرے اقوال بھی ہیں)

ابوالحسن العبادی وغیرہ نے فرمایا کہ جب ہم اس مذہب کے مطابق کہتے ہیں، جس میں ''جـــذع'' کو پورے ایک سال کا قرار دیا گیا ہے، تو اگر وہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ''جـذع'' ہو گیا، یعنی اس کے دانت گر گئے، تو اس کی قربانی جائز ہے، جیسا کہ اس کا ذبح ہونے سے پہلے سال پورا ہو گیا، اور یہ عمر کے ساتھ بالغ ہونے اور احتلام کی طرح ہوگا، پس اس میں جو علامت بھی پہلے پائی گئی، وہ کافی ہوگی، اور امام بغوی نے بھی اسی طرح تصریح فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ''جـــذع'' وہ ہے، جو ایک سال کا مکمل ہو چکا ہو، یا اس سے پہلے (مخصوص دو دانت گرا چکا ہو۔

جہاں تک اونٹ کے ''ثـنی'' ہونے کا تعلق ہے، تو اونٹ کا ''ثـنی'' وہ ہے، جس کے پانچ سال مکمل ہو چکے ہوں اور چھٹے سال میں داخل ہو چکا ہو......

اور گائے کا ''ثنی'' وہ ہے، جو دو سال کا مکمل ہو گیا ہو، اور تیسرے میں داخل ہو گیا ہو (مشہور قول یہی ہے)......

اور بکرے کے ''ثنی'' میں دو قول ہیں، جو کتابُ الزکاة میں گزر چکے ہیں، جن میں سے اصح قول یہ ہے کہ وہ دو سال کا مکمل ہو گیا ہو، اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایک سال کا مکمل ہو گیا ہو......

اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اونٹ اور گائے اور بکری کا صرف ''ثنی'' ہی

جائز ہے، البتہ صرف دنبہ کا ’’جــذع‘‘ جائز ہے، اور یہ جن کا ذکر گزرا، یہی جائز ہیں، البتہ عبدری اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے زہری کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان کے نزدیک دنبہ کا ’’جــذع‘‘ جائز نہیں، اور اوزاعی سے یہ مروی ہے کہ اونٹ اور گائے اور بکری اور دنبہ کا ’’جــذع‘‘ جائز ہے، اور صاحبِ بیان نے ابنِ عمر سے زہری کی طرح کا قول نقل کیا ہے، اور حضرت عطاء سے اوزاعی کی طرح کا قول نقل کیا ہے۔

اور قاضی عیاض نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ دنبہ کا ’’جــذع‘‘ جائز ہے، اور بکری کا ’’جذع‘‘ جائز نہیں (المجموع)

## ’’المدونة‘‘ کا حوالہ

مالکیہ کی کتاب ’’المدونة‘‘ میں ہے کہ:

**قلت لابن القاسم :أی الأسنان تجوز فی الهدی والبدن والضحایا فی قول مالک؟**

**قال :الجذع من الضأن والثنی من المعز والثنی من الإبل والبقر، ولا یجوز من البقر والإبل والمعز إلا الثنی فصاعدا**

(المدونة، ج۱، ص ۴۱۲، کتاب الحج الأول)

ترجمہ: میں نے ابنِ قاسم سے کہا کہ ہدی اور بدنہ اور قربانی میں امام مالک کے قول کے مطابق کتنی عمر کے جانور جائز ہیں؟

تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ دنبہ کا ’’جذع‘‘ جائز ہے، اور بکری اور اونٹ اور گائے کا ’’ثنی‘‘ جائز ہے، اور گائے اور اونٹ اور بکری کا صرف ’’ثنی‘‘ اور اس سے بڑی عمر کا ہی جائز ہے (ان کا جذع جائز نہیں) (المدونة)

www.idaraghufran.org

## علامہ قیروانی مالکی کا حوالہ

علامہ قیروانی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

**وأقل ما يجزىء فيها من الأسنان الجذع من الضأن وهو ابن سنة وقيل ابن ثمانية أشهر وقيل ابن عشرة أشهر والثنى من المعز وهو ما أوفى سنة ودخل فى الثانية ولا يجزىء فى الضحايا من المعز والبقر والإبل إلا الثنى والثنى من البقر ما دخل فى السنة الرابعة والثنى من الإبل ابن ست سنين** (متن الرسالة،للقيروانی، المالكی ،ص۷۸،باب فی الضحايا و الذبائح و العقيقة )

ترجمہ: اور قربانی میں عمر کے اعتبار سے دنبہ کا کم از کم ''جـذع'' جائز ہے، جس سے مراد ایک سال کا دنبہ ہے، اور ایک قول کے مطابق آٹھ مہینہ کا، اور ایک قول کے مطابق دس مہینہ کا ہے، اور بکرے کا ''ثنی'' وہ ہے، جو ایک سال کا مکمل ہو گیا ہو، اور دوسرے سال میں داخل ہو گیا ہو، اور قربانی میں بکری اور گائے اور اونٹ کا صرف ''ثنی'' ہی جائز ہے، اور گائے کا ''ثنی'' وہ ہے، جو چوتھے سال میں داخل ہو گیا، اور اونٹ کا ''ثنی'' وہ ہے، جو چھ سال کا ہو (متن الرسالۃ)

## امام محمد کی ''کتابُ الاصل'' کا حوالہ

امام محمد رحمہ اللہ ''کتابُ الاصل'' میں فرماتے ہیں کہ:

**ولا يجزى فى الهدايا والضحايا إلا الجذع من الضأن إذا كان عظيما فما فوق ذلك أو الثنى من المعز والإبل والبقر** (الأصل المعروف بالمبسوط،لمحمد بن الحسن الشيبانی، ج۲،ص۴۹۳،باب النذر)

ترجمہ: اور ھدی اور قربانی میں صرف دنبہ کا ''جـذع'' جائز ہے، جبکہ وہ موٹا

www.idaraghufran.org

تازہ ہو، اور ''جـــذع'' سے زیادہ عمر کا دنبہ بھی جائز ہے، اور بکری اور اونٹ اور گائے میں ''ثنی'' ہی جائز ہے (کتاب الاصل)

## ملا علی قاری کا حوالہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ ''مشکاۃ المصابیح'' کی شرح ''مرقاۃ المفاتیح'' میں فرماتے ہیں کہ:

**(لا تذبحوا إلا مسنة) : وهى الكبيرة بالسن، فمن الإبل التى تمت لها خمس سنين ودخلت فى السادسة، ومن البقر التى تمت لها سنتان ودخلت فى الثالثة، ومن الضأن والمعز ما تمت لها سنة، كذا قاله ابن الملك** (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۳ص ۱۰۷۹، كتاب الصلاة، باب فى الأضحية)

ترجمہ: (تم صرف ''مسنة'' ہی ذبح کرو) مسنة سے مراد بڑی عمر کا جانور ہے، پس اونٹ میں سے وہ ہے، جو پانچ سال کا مکمل ہوگیا ہو، اور چھٹے میں داخل ہوگیا ہو، اور گائے میں سے وہ ہے، جو دو سال کا مکمل ہوگیا، اور تیسرے سال میں داخل ہوگیا، اور دنبے اور بکری میں سے وہ ہے جو ایک سال کا مکمل ہوگیا ہو، ابنِ ملک نے اسی طرح فرمایا ہے (مرقاۃ)

## علامہ سمرقندی کا حوالہ

علامہ سمرقندی فرماتے ہیں کہ:

**لا يجوز فى الضحايا والهدايا إلا الثنى من الإبل البقر والغنم والجذع من الضأن خاصة إذا كان عظيما.**

**ثم الثنى من الإبل عند الفقهاء ابن خمس سنين ومن البقر ابن**

سنتين ومن الغنم ابن سنة والجذع من الإبل ابن أربع سنين ومن البقر ابن سنة ومن الغنم ابن ستة أشهر هكذا حكى القدورى (تحفة الفقهاء للسمرقندى، ج۳، ص ۸۴، كتاب الاضحية)

ترجمہ: اور قربانی اور ہدی میں اونٹ اور گائے اور بکری کا صرف ''ثنی'' ہی جائز ہے، اور صرف دنبہ کا ''جذع'' جائز ہے، جبکہ وہ موٹا تازہ ہو۔

پھر اونٹ کا ''ثنی'' فقہاء کے نزدیک وہ ہے، جو پانچ سال کا ہو، اور گائے کا ''ثنی'' وہ ہے، جو دو سال کا ہو، اور بکری کا ''ثنی'' وہ ہے، جو ایک سال کا ہو، اور اونٹ کا ''جذع'' چار سال کا کہلاتا ہے، اور گائے کا ''جذع'' ایک سال کا کہلاتا ہے، اور بکری کا ''جذع'' چھ مہینے کا کہلاتا ہے، اسی طریقہ سے قدوری نے نقل کیا ہے (تحفۃ الفقہاء)

## ''الدرُّالمختار'' کا حوالہ

''الدرُّالمختار'' میں ہے کہ:

(وصح الجذع) ذو ستة أشهر (من الضأن)إن كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التمييز من بعد .(و) صح (الثنى) فصاعدا من الثلاثة والثنى (هو ابن خمس من الإبل، وحولين من البقر والجاموس، وحول من الشاة)(الدر المختار، كتاب الأضحية)

ترجمہ: اور دنبہ کا ''جذع'' یعنی چھ ماہ کا جائز ہے اگر وہ ایسا ہو کہ اس کو سال بھر کے دنبوں میں چھوڑا جائے، تو دور سے تمیز ممکن نہ ہو، اور باقی تینوں جانوروں کے ''ثنی'' اور اس سے زیادہ عمر کے جائز ہیں، اور اونٹنی کا ''ثنی'' وہ ہے، جو پانچ سال کا ہو، اور گائے اور بھینس کا ''ثنی'' وہ ہے، جو دو سال کا ہو، اور بکری کا

www.idaraghufran.org

”ثنی“ وہ ہے، جو ایک سال کا ہو (الدرالمختار)

## ”الاختیار“ کا حوالہ

”الاختیـــــــار“ میں بھی یہی تفصیل مذکور ہے، اور اس میں یہ تصریح بھی ہے کہ بکری کا ”جذع“ جائز نہیں۔ [1]

## ”مجمعُ الانہر شرح النقایۃ“ کا حوالہ

”مجمعُ الانہر“ اور ”شرح النقایۃ“ میں بھی ”ثنی“ کی تفسیر مذکورہ عمروں کے ساتھ کی ہے۔ [2]

## مذکورہ عبارات کا حاصل

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہائے کرام دنبہ کے ”جـذع“ کی قربانی کو خصوصیت کے ساتھ جائز قرار دیتے ہیں، اور باقی جانوروں کے لیے ”مسـنـة“ یا ”ثــنـی“ کو ضروری قرار دیتے ہیں، اور ان الفاظ کی تفسیر انہوں نے دانتوں کے بجائے مخصوص عمر کے ساتھ کی ہے، البتہ بعض شافعیہ نے صرف دنبہ کے جذع کے متعلق فرمایا کہ اگر سال پورا ہونے سے

---

[1] (ویجزء فیها ما یجزء فی الهدی) وهو الثنی من الکل، وهو من الغنم ما له سنة، ومن البقر سنتان، ومن الإبل خمس سنین، ولا یجوز الجذع من الإبل والبقر والمعز، لما روی أبو بردة قال: قلت: یا رسول الله ضحیت قبل الصلاة وعندی عتود خیر من شاتی لحم أفیجزئنی أن أضحی به؟ قال: یجزیک ولا یجزء أحدا بعدک ، والعتود من المعز کالجذع من الضأن، وهو الذی أتی علیه أکثر الحول وهو القیاس فی الضأن أیضا، إلا أنا ترکناه بقوله -علیه الصلاة والسلام :- نعم الأضحیة الجذع من الضأن (الاختیار لتعلیل المختار، ج۵، ص۱۸، کتاب الأضحیة)

[2] (والثنی فصاعدا من الجمیع) وهو ابن خمس من الإبل وحولین من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز (مجمع الانهر، ج۲ص۵۱۹، کتاب الاضحیة)

(وهو) أی الثنی (ابن حول من الضأن والمعز و) ابن (حولین من البقر و) ابن (خمس من الإبل) ویدخل فی البقر الجاموس، لأنه فی جنسه (شرح النقایة، ج۴ص۲۴۷، کتاب الاضحیة)

www.idaraghufran.org

پہلے اس کے سامنے کے کچے دودانت گر جائیں، تو سال پورا ہونے سے پہلے بھی دنبہ کے اس جذع کی قربانی جائز ہے، ورنہ جائز نہیں، جبکہ دیگر شافعیہ کا قول دنبہ کے جذع کے بارے میں دانتوں کے بجائے ایک سال مکمل ہونے کا ہے، اور جمہور کے علاوہ جو بعض حضرات کا قول تمام جانوروں کے جذع کی قربانی کے جواز یا عدمِ جواز کا ہے، وہ بھی مخصوص دانتوں کے بجائے خاص عمر پر ہی مبنی ہے، جس کی تفصیل ماسبق میں گزر چکی ہے۔ [1]

---

[1] ذهب جمهور الفقهاء إلى أنه لا يجزء فى الأضحية والهدى إلا الجذع من الضأن والثنى من غيره، وإليه ذهب الليث وأبو عبيد، وأبو ثور وإسحاق.
وقال ابن عمر والزهرى :لا يجزء الجذع من الضأن؛ لأنه لا يجزء من غير الضأن، فلا يجزء منه كالحمل.
وقال عطاء والأوزاعى :يجزء الجذع من جميع الأجناس إلا المعز.
وفى وجه عند الشافعية يجزء الجذع من المعز وهو شاذ (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۵، ص ۱۳۴، مادة "جذع")
(الشرط الثانى) : أن تبلغ سن التضحية، بأن تكون ثنية أو فوق الثنية من الإبل والبقر والمعز، وجذعة أو فوق الجذعة من الضأن، فلا تجزء التضحية بما دون الثنية من غير الضأن، ولا بما دون الجذعة من الضأن، لقول النبى صلى الله عليه وسلم :لا تذبحوا إلا مسنة، إلا أن يعسر عليكم، فتذبحوا جذعة من الضأن .والمسنة من كل الأنعام هى الثنية فما فوقها .حكاه النووى عن أهل اللغة .
ولقوله صلى الله عليه وسلم :نعمت الأضحية الجذع من الضأن .
وهذا الشرط متفق عليه بين الفقهاء ، ولكنهم اختلفوا فى تفسير الثنية والجذعة .
فذهب الحنفية والحنابلة إلى أن الجذع من الضأن ما أتم ستة أشهر، وقيل :ما أتم ستة أشهر وشيئا .وأيا ما كان فلا بد أن يكون عظيما بحيث لو خلط بالثنايا لاشتبه على الناظرين من بعيد .
والثنى من الضأن والمعز ابن سنة، ومن البقر ابن سنتين، ومن الإبل ابن خمس سنين .
وذهب المالكية إلى أن الجذع من الضأن ما بلغ سنة (قمرية) ودخل فى الثانية ولو مجرد دخول، وفسروا الثنى من المعز بما بلغ سنة، ودخل فى الثانية دخولا بينا، كمضى شهر بعد السنة، وفسروا الثنى من البقر بما بلغ ثلاث سنين، ودخل فى الرابعة ولو دخولا غير بين، والثنى من الإبل بما بلغ خمسا ودخل فى السادسة ولو دخولا غير بين .
وذهب الشافعية إلى أن الجذع ما بلغ سنة، وقالوا :لو أجذع بأن أسقط مقدم أسنانه قبل السنة وبعد تمام ستة أشهر يكفى، وفسروا الثنى من المعز بما بلغ سنتين، وكذلك البقر (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۵، ص ۸۳، مادة "اضحية")
اتفق الفقهاء على جواز التضحية بالثنى فما فوقه من الإبل والبقر والغنم .واختلفوا فى الجذع من

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الضأن، فقال الحنفية والحنابلة: يجزء الجذع العظيم أو السمين من الغنم ابن ستة أشهر ودخل فى السابع، وهو رأى بعض المالكية)، لقوله صلى الله عليه وسلم :يجزء الجذع من الضأن أضحية وبين الحنفية حالة سمنه بما إذا خلط بالثنايا يشتبه على الناظر من بعيد، فلا يمكن تمييزه مما له سنة.

والفرق بين جذع الضأن والمعز :أن جذع الضأن ينزو، فيلقح، بخلاف الجذع من المعز .ويعرف كونه قد أجذع بنمو الصوف على ظهره.

وقال الشافعية والمالكية على الراجح عندهم : يجزء الجذع من الضأن إذا أتم السنة الأولى، ودخل فى الثانية، لخبر أحمد وغيره :ضحوا بالجذع من الضأن، فإنه جائز .

وأما أسنان بقية الأنعام المجزئة فى الأضحية عند الفقهاء فهى ما يأتى.

قال الحنفية :المعز :ما أتم سنة وطعن (دخل فى الثانية)، والبقر والجاموس ما أتم سنتين ودخل فى الثالثة، والإبل :ما أتم خمس سنوات، ودخل فى السادسة.

وقال المالكية :المعز :ابن سنة عربية ودخل فى الثانية دخولا بينا كشهر، بخلاف الضأن، فيكفى فيه مجرد الدخول .والبقر والجاموس :ابن ثلاث سنين، ودخل فى الرابعة مجرد دخول، والإبل ابن خمس سنوات ودخل فى السادسة.

وقال الشافعية :شرط إبل أن يطعن فى السنة السادسة، وبقر ومعز فى السنة الثالثة، وضأن فى السنة الثانية.

وقال الحنابلة :المعز ابن سنة كاملة، والبقر ما له سنتان كاملتان، والإبل :ماكمل خمس سنين.

وبه يظهر لدينا أن فقهاء المذاهب اتفقوا على تحديد سن الإبل بخمس، واختلفوا فى البقر على رأيين، فعند الحنفية والحنابلة والشافعية :ما له سنتان .وعند المالكية :ما له ثلاث سنين .كما اختلفوا فى المعز :فعند غير الشافعية :ما له سنة كاملة .وعند الشافعية :ما له سنتان كاملتان (الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، ج۴،ص ۲۷۲۳، القسم الاول، الباب الثامن، الفصل الاول، المبحث الرابع، المطلب الثانی)

www.idaraghufran.org

# قربانی کے سلسلہ میں ''ضأن'' کا مصداق

''مسنة، ثنية اور جذع'' کی تفاسیر کے بعد آخر میں عرض ہے کہ قربانی کے سلسلہ میں نصوص اور فقہائے کرام کی عبارات میں جس جانور کو ''معز'' کے مقابلہ میں ''ضأن'' کہا گیا ہے، اس سے مراد ''اون والے جانور'' ہیں، جن میں نر اور مادہ کی تقسیم وتفریق کا لحاظ کیے بغیر ''اِلية'' یعنی چکتی والا دنبہ بھی داخل ہے، اور بغیر چکتی کے ''مینڈھا'' اور ''بھیڑ'' (Sheep) بھی داخل ہے، جس کو عربی زبان میں ''نعجة'' ''کبش'' اور ''خروف'' بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ سب جانور ''ذواتُ الصوف'' یعنی اون والے جانور ہونے کی وجہ سے ''ضأن'' کے مصداق میں داخل ہیں، برخلاف ''معز'' یعنی بکرے کے، کہ وہ ''ذاتُ الشعر'' یعنی بالوں والا جانور ہے۔

اور بعض عبارات میں جو ''ضأن'' کی تفسیر ''ذاتِ اِلية'' سے کی گئی ہے، وہ قربانی کے سلسلہ میں احترازی قید نہیں، بلکہ اتفاقی قید ہے، نیز چکتی کی حیثیت دوسرے جانوروں کے مقابلہ میں ''دُم'' کی طرح ہے، گویا کہ یہ ''دُم'' کی مخصوص شکل ہے، اور ''دُم'' کے مختلف طرح ہونے سے قربانی پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، اسی وجہ سے فقہائے کرام نے ''اِلية'' اور ''ذنب'' کا ایک ہی حکم بیان کیا ہے۔

لہٰذا ''اِلية'' یعنی چکتی کی قید سے قطع نظر قربانی میں جس طرح ''ذاتِ الیۃ'' دنبہ کا ''جذع'' جائز ہے، اسی طرح مینڈھے اور بھیڑ کا ''جذع'' بھی جائز ہے۔ [1]

---

[1] ثمانية أزواج بدل من حمولة وفرشا او مفعول كلوا ولا تتبعوا معترض بينهما او حال من ما بمعنى مختلفة او متعددة والزوج ما معه اخر من جنسه يزاوجه وقد يقال لمجموعهما والمراد الاول من الضأن اسم جنس وهى ذات الصوف من الغنم وجمعه ضئين او الضان جمع ضائن والأنثى ضائنة وجمعها ضوائن اثنين زوجين اثنين الذكر والأنثى اعنى الكبش والنعجة بدل من حمولة ان

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

## علاوہ ازیں ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیڑ کے جذع کی قربانی کرنے کا بھی ذکر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾جوز تعدد البدل ومن ثمانية ان جوز البدل من البدل ومن المعز وهي ذات الشعر من الغنم (التفسير المظهرى، ج٣، ص ٢٩٧، سورة الانعام، تحت رقم الآية ١٤٣)

ولما كانت الشعرة كناية عن المعز كنوا عن الضأن بالصوف (شرح المشكاة للطيبى، ج٤، ص ١٣٠٨، كتاب الصلاة، باب فى الاضحية)

والضأن ما كان من ذوات الصوف والمعز من ذوات الشعر (رد المحتار، ج٢، ص ٢٨١، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم)

وفى المعراج الضأن جمع ضائن كركب جمع راكب من ذوات الصوف، والضأن اسم للذكر والنعجة للأنثى والمعز ذات الشعر اسم للأنثى، واسم الذكر التيس (البحر الرائق، ج٢، ص ٢٣٣، كتاب الزكاة، فصل فى زكاة الغنم)

فالمعز ذوات الشعور منها، والضأن ذوات الصوف، قال الله تعالى :ومن المعز اثنين (تاج العروس، ج١٥، ص ٣٣٤، مادة "معز")

المعز :بفتح فسكون، نوع من الغنم خلاف الضأن، يستر جلده الشعر لا الصوف (معجم لغة الفقهاء، ص ٤٤٠، حرف الميم)

الكبش :فحل الضأن فى أى سن كان.

وقيل :هو كبش إذا اثنى.

وقيل :إذا أربع.

والجمع :أكبش...

قال ابن جنى : كبشة .اسم مرتجل، ليس بمؤنث الكبش الدال على الجنس، لأن مؤنث ذلك من غير لفظه .وهو نعجة(المحكم والمحيط الأعظم،لابن سيده،ج٣،ص١٣٦ ،مقلوبه :ك ب ش )

قالوا وأما أولاد الضأن فهى الخروف والبذج والحمل ويقال رخل فإذا أتى عليه الحول فالذكر كبش والأنثى نعجة وضانية(التمهيد ،لابن عبد البر، ج٢٣،ص١٨٦ ،باب الياء ،يحيى بن سعيد الأنصارى رحمه الله ،حديث موفى عشرين ليحيى بن سعيد)

تصح عندنا الثنى وهو ابن حول من المعز، وابن حولين من البقر، وابن خمس من البعير، وابن فوق ستة أشهر من الضأن بشرط أن يشبه ابن سنة وأما قيد الألية فى الضأن ابن ستة فقيد اتفاقى ذكره بعض المصنفين (العرف الشذى، ج٣، ص ١٦٥، كتاب الاضاحى، باب ما جاء فى الجذع من الضأن فى الأضاحى)

وإذا كان لها إلية صغيرة خلقة تشبه الذنب؛ قال محمد :تجزىء، ولم يكن لها ذنب ولا إلية خلقة فقد روى عن أبى يوسف :أنه لا يجوز سواء كان تعتلف أو لا تعتلف (المحيط البرهانى، ج٦، ص ٩٢، كتاب الاضحية، الفصل الخامس)

فالضأن نوع يشمل على الذكر والأنثى، فالذكر منه يسمى كبشا، والأنثى منه تسمى نعجة.

والمعز نوع آخر يشتمل على الذكر والأنثى، فالذكر منه يسمى تيسا، والأنثى منه تسمى عنزا، وأحد النوعين لا يدخل تحت اسم النوع الآخر (المحيط البرهانى، ج٦، ص ١٠٢، كتاب الاضحية، الفصل التاسع فى المتفرقات)

آیا ہے، جس کو اگرچہ بعض اہلِ علم حضرات نے ضعیف قرار دیا ہے، لیکن دنبہ کے جذع کی قربانی کے جواز والی احادیث اور گزشتہ دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ [1]

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

---

[1] حدثنا يزيد، حدثنا الحجاج بن أرطأة، عن ابن نعيمان عن بلال بن أبى الدرداء، عن أبيه، قال: " ضحى رسول الله صلى الله عليه وسلم بكبشين جذعين موجيين (مسند احمد، رقم الحديث ٢١٧١٣)

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده ضعيف، الحجاج بن أرطاة مدلس وقد عنعن، وابن نعيمان –واسمه يعلى– في عداد المجهولين.

وأخرجه ابن أبى شيبة فى "مسنده"، وكذا أحمد بن منيع كما فى "إتحاف الخيرة" (6497)و (6498)عن يزيد بن هارون، بهذا الإسناد – إلا أن ابن منيع لم يذكر "موجيين."

وأخرجه أحمد بن منيع، وأبو يعلى الموصلى كما فى "الإتحاف (6499) "و (6500) و (6501)من طرق عن حجاج بن أرطاة، به – ولم يذكر فيه "موجيين."

وأخرجه أيضا دون هذا الحرف ابن أبى شيبة، وعنه أبو يعلى كما فى "الإتحاف" (6496)و (6500)عن على بن مسهر، عن ابن أبى ليلى –وهو محمد بن عبد الرحمن– عن الحكم، عن عباد بن أبى الدرداء، عن أبيه.

وأخرجه كذلك البيهقى 9/272من طريق على بن مسهر، به .

قال البوصيرى فى "إتحاف الخيرة :7/72 "مدار هذه الأسانيد إما على الحجاج بن أرطاة، أو محمد بن عبد الرحمن بن أبى ليلى، وهما ضعيفان.

وفى الباب عن أبى رافع، سيأتى فى "المسند.6/8 "

وعن عائشة أو أبى هريرة، سيأتى 6/136 و220و.225

وعن جابر عند عبد بن حميد (1146)، وأبى داود (2795)، والطحاوى 4/177، والبيهقى .9/287لكن مدار أسانيد هذه الشواهد الثلاثة على عبد الله ابن محمد بن عقيل، وهو لين الحديث سىء الحفظ.

وقد ثبت من غير وجه عن أنس بن مالك: أن النبى صلى الله عليه وسلم كان يضحى بكبشين أقرنين أملحين .انظر ما سلف برقم . (11960)

ولإباحة التضحية بالجذع، انظر حديث أبى هريرة السالف برقم (9739)، وحديث أنس بن مالك السالف برقم . (12120) (حاشية مسند احمد)

# جانور کے دوندا ہونے کا حکم

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ قربانی کے باب میں فقہائے کرام نے ''مسنة'' اور ''ثنية'' اور ''جذع'' وغیرہ سے جانوروں کی مخصوص عمریں مراد لی ہیں، اور ان کی تفسیر مخصوص عمروں کے ساتھ ہی کی ہے۔

وہ الگ بات ہے کہ فقہائے کرام کا ان کی عمروں کے سلسلہ میں تھوڑا بہت اختلاف ہے۔

البتہ بعض اہلِ لغت نے ''مسنة'' کو سن یعنی دانت سے ماخوذ اور ''ثنية '' کو دو دانت کے معنیٰ میں قرار دیا ہے، اور فرمایا کہ جب جانور کے سامنے کے کچے اور دودھ کے دو دانت ٹوٹنے کے بعد پختہ دو دانت نکل آئیں، تو اس جانور کو مسنة یا ثنية کہا جاتا ہے، جس کو ہماری بول چال میں ''دوندا'' کہتے ہیں۔

اور ان حضرات نے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ مخصوص دانتوں سے جانوروں کی عمروں کو پہچانا جاتا ہے، چنانچہ بکری اور بکرے کے ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بھینس کے دو سال مکمل ہونے پر، اور اونٹ اور اونٹنی کے پانچ سال مکمل ہونے پر عام حالات میں سامنے کے پختہ دو دانت نکل آتے ہیں۔ [1]

---

[1] قَوْلـه الا مُسِـنَّة اسْم فَاعل من أَسِنَت إِذا طلع سنّهَا وَذَلِک بعد السنتين لَا من أسن الرجل إِذا كبر (حاشية السندى على سنن نسائى، ج۷ص۲۱۸، كتاب الضحايا)

وَأَسَنَّ الْإِنْسَانُ وَغَيْرُهُ إسْنَانًا إذَا كَبِرَ فَهُوَ مُسِنٌّ وَالْأُنْثَى مُسِنَّةٌ وَالْجَمْعُ مَسَانٌّ قَالَ الْأَزْهَرِيُّ وَلَيْسَ مَعْنَى إسْنَانِ الْبَقَرِ وَالشَّاةِ كِبَرُهَا كَالرَّجُلِ وَلَكِنْ مَعْنَاهُ طُلُوعُ الثَّنِيَّةِ (المصباح المنير فى غريب الشرح الكبير، كتاب السين، باب السين مع النون)

والبقَـرَةُ والشـاةُ يقع عليهما اسم المُسِنّ إذا أَثْنَتا فإِذا سقطت ثَنِيَّتُهما بعد طلوعها فقد أَسَنَّتُ وليس معنى إِسْنانها كِبَرَها كالرجل ولكن معناه طُلوع ثَنِيَّتها وتُثْنى البقرةُ فى السنة الثالثة وكذلك المِعْزَى تُثْنى فى الثالثة ثم تكون رَباعِيَة فى الرابعة ثم سِدُساً فى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بعض فقہائے کرام نے سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے سلسلہ میں بطورِ خاص ''مسـنـة'' کو دانتوں سے ماخوذ قرار دیا ہے، کیونکہ سائمہ جانوروں کی زکاۃ میں اسلامی حکومت کی طرف سے مخصوص عمر کے جانوروں کو وصول کیا جاتا ہے، جس میں دوسرے جانوروں سے اشتباہ یا مالک اور زکاۃ وصول کرنے والے کا اختلاف یا مالک کی طرف سے غلط بیانی کا امکان ہوسکتا ہے، اس لیے خصوصیت کے ساتھ سائمہ جانوروں کی زکاۃ کے باب میں علامت کے طور پر

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الخامسة ثم سَالِغاً فی السادسة وكذلك البقر فی جميع ذلك وروى مالك عن نافع عن ابن عمر أنه قال يُتَّقَى من الضحايا التی لم تُسْنَنْ بفتح النون الأُولى وفسره التی لم تَنبُتْ أسنانها كأنها لم تُعطَ أَسْناناً كقولك لم يُلْبَنْ أَی لم يُعطَ لَبَناً ولم يُسْمَنْ أَی لم يُعطَ سَمْناً وكذلك يقال سُنَّتِ البَدَنة إذا نبتت أَسنانها وسَنَّها الله وقول الأَعشى بحِقَّتِها رُبِطَتْ فی اللَّجِينِ حتى السَّدِيسُ لها قد أَسَنّ أَی نَبت وصار سِنّاً قال هذا كله قول القتيبی قال وقد وَهِمَ فی الرواية والتفسير لأَنه روى الحديث لم تُسْنَنْ بفتح النون الأُولى وإنما حفظه عن مُحَدّث لم يَضْبِطه وأَهل الثَّبْتِ والضَّبْطِ رووه لم تُسْنِنْ بكسر النون قال وهو الصواب فی العربية والمعنى لم تُسِنَّ فأَظهر التضعيف لسكون النون الأَخيرة كما يقال لم يُجْلِلْ وإنما أَراد ابن عمر أَنه لا يُضَحَّى بأُضحية لم تُثْنِ أَی لم تصر ثَنِيَّة وإذا أَثْنَتْ فقد أَسَنَّتْ وعلى هذا قول الفقهاء وأَدنى الأَسْنان الإِثْناءُ وهو أَن تنبت ثَنِيَّتاها وأَقصاها فی الإِبل البُزُول وفی البقر والغنم السُّلُوغ قال والدليل على صحة ما ذكرنا ما روى عن جَبَلَة ابن سُحَيْم قال سأَل رجل ابن عمر فقال أَأُضَحِّی بالجَذَعِ ؟ فقال ضَحّ بالثَّنِيِّ فصاعداً فهذا يفسر لك أَن معنى قوله يُتَّقَى من الضحايا التی لم تُسْنِنْ أَراد به الإِثْناءَ قال وأَما خطأُ القُتَيْبِيّ من الجهة الأُخرى فقوله سُنِّنَتِ البدنة إذا نبتت أَسْنانُها وسَنَّها الله غيرُ صحيح ولا يقوله ذو المعرفة بكلام العرب وقوله لم يُلْبَنْ ولم يُسْمَنْ أَی لم يُعطَ لَبَناً وسَمْناً خطأٌ أَيضاً إنما معناهما لم يُطْعَمْ سمناً ولم يُسْقَ لبناً والمَسَانُّ من الإِبل خلافُ الأَفْتاءِ وأَسَنَّ سَدِيسُ الناقة أَی نبت وذلك فی السنة الثانية وأَنشد بيت الأَعشى بِحِقَّتِها رُبِطَت فی اللَّجِينِ حتى السَّدِيسُ لها قد أَسَنّ يقول قِيمَ عليها منذ كانتْ حِقَّةً إلى أَن أَسْدَسَتْ فی إطعامها وإِكرامها وقال القُلاخُ بحِقِّه رُبِّطَ فی خَبْطِ اللُّجُنْ يُقْفَى به حتى السَّدِيسُ قد أَسَنّ وأَسَنَّها اللهُ أَی أَنْبتها وفی حديث عمر رضی الله تعالى عنه أَنه خطب فذكر الربا فقال إن فيه أَبواباً لا تَخْفى على أَحدٍ منها السَّلَمُ فی السِّنِّ يعنی الرقيقَ والدوابَّ وغيرهما من الحيوان أَراد ذوات السِّنّ وسِنُّ الجارحة مؤنثة ثم استعيرت للعُمْر استدلالاً بها على طوله وقصره وبقيت على التأْنيث(لسان العرب، مادة سنن)

www.idaraghufran.org

اس کا ذکر کیا گیا۔ [1]

جبکہ قربانی کے باب میں عموماً عمرِ خاص کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا، کیونکہ اصل مدار عمرِ خاص پر ہی ہے۔

پس قربانی کے سلسلہ میں اصل دار و مدار تو جانور کی عمر کے مکمل ہونے پر ہے، لہٰذا جب جانور کی عمر مکمل ہو جائے، تو اس کی قربانی جائز ہے، خواہ پختہ دو دانت بھی نہ نکلے ہوں، کیونکہ آب وہوا، غذا اور نسل کے فرق کی وجہ سے ان دانتوں کے نکلنے کی عمر میں کمی بیشی کا امکان ہوتا ہے۔

البتہ جب کسی جانور کے بارے میں کسی ذریعہ سے عمر کے پورا ہونے کا علم نہ ہو، تو پھر پختہ دو دانتوں کے مکمل نکل آنے کو عمر کے پورا ہونے کی علامت قرار دیا جانا ممکن ہے۔

اس سلسلہ میں چند اُردو فتاویٰ نقل کئے جاتے ہیں۔

## ''امدادُالفتاویٰ'' کا حوالہ

امدادُالفتاویٰ میں ہے کہ:

تفسیر معتبر و مدار حکم عمر خاص ہی کے ساتھ ہے، مگر چونکہ اس عمر خاص میں اکثر

---

[1] والسن هی المعروفة، والمراد بها هنا ذات سن إطلاقا للبعض على الكل أو سمى بها صاحبها كما سمى المسنة من النوق بالناب؛ لأن السن مما يستدل به على عمر الدواب (البحر الرائق، ج۲ ص۲۳۸، كتاب الزكاة، زكاة الحملان والفصلان والعجاجيل)

(وفى أربعين مسن ذو سنتين أو مسنة) (الدر المختار)

(قوله: مسن) بضم الميم وكسر السين مأخوذ من الأسنان: وهو طلوع السن فى هذه السنة لا الكبر قهستانى عن ابن الأثير ط (ردالمحتار، ج۲ ص۲۸۰، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم)

(قوله من ذات سن) أشار بتقدير المضاف تبعا للنهر إلى أن المراد بالسن معناها الحقيقى واحدة الأسنان، لكن قال فى المغرب: السن هى المعروفة، ثم سمى بها صاحبها كالناب للمسنة من النوق، ثم استعيرت لغيره كابن المخاض وابن اللبون. اهـ.

زاد فى الدرر وذلك إنما يكون فى الدواب دون الإنسان؛ لأنها تعرف بالسن اهـ أى سميت بذلك؛ لأن عمرها يعرف بالسن بخلاف الآدمى، ومقتضاه أنه مجاز فى اللغة من إطلاق اسم البعض على الكل كالرقبة على المملوك فلا حاجة إلى تقدير مضاف إلا أن يريد الإشارة إلى تجويز كونه من مجاز الحذف تأمل (ردالمحتار، ج۲ ص۲۸۷، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم)

دانت بھی طلوع ہوجاتے ہیں، اس لئے اہلِ لغت طلوعِ سن سے تفسیر کردیتے ہیں، ورنہ دانت نکلنے پر مدارِ حکم نہیں ہے، شیخ موصوف ہی نے بعد دعویٰ اتحاد سنۃ وثنیۃ کے لکھا ہے "وهو من الابل مااستكمل خمس سنين وطعن فى السادسة ومن البقر ما استكمل سنتين ومن الغنم ضانا كان او معزا مااستكمل سنة هكذا فى الهداية" چنانچہ بعض اوقات خود اہلِ لغت بھی عمر ہی کے ساتھ تفسیر کردیتے ہیں، چنانچہ تلخیص النہایہ میں ہے کہ "والمسن من البقر ما دخل فى السنة الثالثة اهـ" (ج۲ص۲۰۳) اور اس سے یہ توہّم نہ کیا جاوے کہ سن بعمر لیا گیا ہے، سن تو بمعنیٰ دندان ہے، لیکن طلوعِ دندان چونکہ عادۃً اس عمر میں ہوتا ہے، اس لئے عمر کے ساتھ تفسیر کردی، خواہ دانت طلوع ہو یا نہ ہو، اور جب کہ فقہاء تصریح کرتے ہیں کہ اکثر دانتوں کا ہونا یا اتنے دانتوں کا ہونا جس سے گھاس کھا سکے، جوازِ تضحیہ کے لئے کافی ہے، تو کسی خاص دانت کے نکلنے پر کیسے مدار ہوگا، فى الدر المختار "ولا بالتهماء التى لااسنان لها ويكفى بقاء الاكثر وقيل ما تعتلف به" (امداد الفتاویٰ ج۳ص۶۱۳، كتاب الذبائح والاضحية والصيد والعقيقة)

## "کفایتُ المفتی" کا حوالہ

کفایتُ المفتی میں ہے کہ:

قربانی کے لیے جانوروں کی عمریں متعین ہیں، بکری بکرا ایک سال کا ہو، اور گائے دو سال کی، چونکہ اکثری حالات میں جانوروں کی صحیح عمر معلوم نہیں ہوتی، اس لیے ان کے دانتوں سے عمر معلوم کرنے کا اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دیا گیا ہے، دانتوں کی علامت ایسی ہے کہ اس میں کم عمر کا جانور نہیں آ سکتا، ہاں زیادہ عمر کا جانور آ جائے تو ممکن ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پس اگر کسی شخص کے گھر بکرا ذی الحجہ کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوا، اور اسی کے گھر

www.idaraghufran.org

پرورش پاتا رہا، تو آئندہ ذی الحجہ کی دس تاریخ کو وہ ایک سال نو دن کا ہوگا، اب اگر اس کے پکے دانت نہ نکلے ہوں، تب بھی وہ اس کی قربانی کرسکتا ہے، کیونکہ اس کی عمر یقیناً ایک سال کی پوری ہوکر آٹھ نو روز زائد کی ہوچکی ہے، لیکن وہ یہ حکم نہیں دے سکتا کہ بے دانت کا ہر بکرا قربانی کیا جاسکتا ہے، خواہ اس کی عمر کا یکسالہ ہونے کا یقین ہو یا نہ ہو۔

بس میرے خیال میں یہ بات صحیح ہے **مسنۃ** کے معنیٰ دانت والے اور سال بھر والے دونوں ہوسکتے ہیں۔

لیکن سال بھر کا ہونا کسی بکرے کا جس کی تاریخ پیدائش معلوم نہ ہو، یا مشتبہ ہو، بغیر دودانتوں کے معلوم نہیں ہوسکتا، اس لیے عام حکم یہی دینا مناسب تھا اور وہی دیا گیا (کفایت المفتی، جلد ۸ صفحہ ۲۱۷، کتاب الاضحیۃ والذبیحۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ **مسنۃ** کے معنیٰ سال اور دانت دونوں ممکن ہیں، اور اگر جانور کی عمر پوری ہو تو اس کی قربانی جائز ہے، خواہ سامنے کے پکے دو دانت بھی نہ نکلے ہوں، لیکن اگر جانور کی عمر مشتبہ ہو تو دانتوں کو عمر معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کا احتیاطاً حکم دینا مناسب ہے۔

## ”فتاویٰ محمودیہ“ کا حوالہ

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ:

جس طرح سال بھر کا ہونے کے باوجود دو دانت ہونا لازم نہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ سال بھر سے پہلے ہی دانت ہوجائیں، کیونکہ علامات سے ان کے متعلقات کا تخلف کچھ محال نہیں، چنانچہ شیخ المحققین ابن الہمام نے فتح القدیر، **کتاب الصوم، باب مایوجب القضاء والکفارۃ**، میں تحریر فرمایا ہے:

**”فإن المراد بالدلیل الأمارۃ وھی مما قد یجزم بتخلف متعلقھا**

**مع قیامها، کوقوف بغلة القاضی علی بابه مع العلم بأنه لیس فی داره“** (فتح القدیر ج۲ص۲٦۷)

لہٰذا دو دانت ہونے پر بھی ایک سال کی عمر کا حکم لگانا قطعی نہیں (فتاویٰ محمودیہ مبوب، ج۱۷ص۳٦۸،فصل فی سن الاضحیة)

اس سے معلوم ہوا کہ عمر پوری ہونے کے لئے سامنے کے پختہ دو دانت ہونا لازم اور ضروری نہیں، بلکہ یہ علامت کے درجہ کی چیز ہے،اور ان کا عمر کے پورا ہونے سے اختلاف ممکن ہے۔

## ”فتاویٰ رحیمیہ“ کا حوالہ

فتاویٰ رحیمیہ میں ہے کہ:

اور شرط یہ ہے کہ گائے بھینس دو سال سے کم کی نہ ہو، اور اونٹ پانچ سال سے کم نہ ہو، اور بھیڑ بکری ایک سال سے کم کی نہ ہو، اور چھ ماہ کا دنبہ جس کا ساتواں مہینہ شروع ہوا ہو، وہ جائز ہے، حدیث شریف میں لفظ ”مسنة“ آیا ہے، جس کے معنیٰ دو ہیں: سن رسیدہ جانور، دانت والا جانور۔

فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے عمر کا اعتبار کیا اور دانت کو اس کی علامت قرار دیا ہے، قربانی کا جانور ”مسنة“ ہو، یعنی سن رسیدہ، تو اس کی قربانی درست ہے، دانت کی علامت ہو تو بہتر ہے، دانت کی علامت پر مدار نہیں، دانت سن رسیدگی کی علامت ہے۔

مثال کے طور پر لڑکا، لڑکی سن رسیدگی سے بالغ ہو جاتے ہیں، اور شرعی احکام کے مکلّف ہو جاتے ہیں، اور شادی کے قابل ہو جاتے ہیں، اور بلوغ کی علامت حیض اور احتلام ظاہر ہو یا نہ ہو، اگر کسی لڑکی کو سن رسیدگی کے بعد بھی حیض نہ آئے، تب بھی وہ بالغہ ہے، اس طرح قربانی کا جانور سن رسیدہ ہو، تو قربانی درست ہے،

دانت کی علامت ہو یا نہ ہو، سن رسیدگی کا یقین ہونا ضروری ہے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۱۰ ص ۴۸، کتاب الاضحیہ، باب من الاضحیۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ **مسنۃ** کے معنیٰ سن رسیدہ اور دو دانت والے دونوں ہیں۔

اور قربانی کے سلسلہ میں اصل مدار عمر کے پورا ہونے پر ہے، اور دانت ایک علامت کے درجہ کی چیز ہے، لہٰذا عمر پوری ہو اور پختہ دو دانت نہ ہوں تو قربانی جائز ہے۔

## ''احسن الفتاویٰ'' کا حوالہ

احسن الفتاویٰ میں ایک سوال اور جواب درجِ ذیل طریقہ پر ہے کہ:

سوال: کبھی بکری کی عمر ایک سال اور گائے کی دو سال ہو جاتی ہے، مگر دانت ظاہر نہیں ہوتے، کیا ان کی قربانی جائز ہے؟

جواب: عمر پوری ہونے کا اطمینان ہو، تو جائز ہے، واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ج ۷ ص ۵۲۰، کتاب الاضحیۃ والعقیقہ، مطبوعہ: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر جانور کے پختہ دو دانت نہ ہوں، لیکن عمر پوری ہونے پر اطمینان ہو تو قربانی جائز ہے۔

اسی طرح اگر جانور کی عمر پوری ہونے کا کسی ذریعہ سے علم نہ ہو، تو دوندا ہونے کی علامت کی بنیاد پر بھی قربانی کرنا جائز و درست ہے۔

اور موجودہ دور کے ماہرینِ فن نے بھی نسل، آب و ہوا اور غذا کے مختلف ہونے کی وجہ سے پختہ دانتوں کے مختلف عمروں میں نکلنے اور مکمل ہونے کا اعتراف کیا ہے، اور دانتوں کو جانور کی عمر کے پہچاننے کی علامت قرار دیا ہے، اور عام حالات میں بکرے اور بکری میں ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بھینس میں دو سال مکمل ہونے پر اور اونٹ میں پانچ سال مکمل ہونے پر دو سامنے کے پختہ دانت مکمل طور پر (نہ کہ ناقص طور پر) نکل

آنے کا اعتراف کیا ہے۔ ۱

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

---

۱ (TEETH AND AGE OF THE GOAT)

The eight teeth in the lower front jaw of your goat can help you to tell his age. They are not an exact or perfect guide, as various factors such as diet will influence the growth of teeth.Also, every goat is an individual just like you and your friends. Remember, not all your baby teeth fell out at the same time as those of other children in your classes.

A goat's teeth may grow and fall out at slightly different ages than the teeth of any other goat............

The goat loses the two middle front teeth when it is around 12 months old, and they are replaced by larger, permanent teeth.

(Teeth and age of the Goat by Dr. E. A. B. Oltenacu)

(http://www.ansci.cornell.edu/4H/meatgoats/meatgoatfs11.htm)

(Determining the age of cattle by their teeth)

Factors such as nutritional background, inheritance and geographical account for these differences.

Eruption of the first permanent incisors (central) occurs when the animal is 19 to 20 months of age. this eruption is a gradual process.

(http://www.agrovetmarket.com/TechnicalArticlesUI.aspx?.language=2&.article=118)

(AGEING CAMELS BY EXAMINATION OF TEETH)

At 4 years deciduous incisors have worn down to small irregularly shaped, loose stumps.At 4.5 - 5 years lower deciduous premolars are shed and are usually not replaced. Permanent central incisors erupt behind the deciduous stumps (if latter still present).

At 5 - 5.5 years upper permanent premolars 2 & 3's, and permanent lower premolar 2's erupt. Deciduous lateral incisors are shed. Upper and lower molar 1's and 2's are in wear and molar 3's about to erupt.

(http://www.camelsaust.com.au/liveage.htm)

ملحوظ رہے کہ مذکورہ ماہرین کی رائے انگریزی سال وماہ کے اعتبار سے ہے، جبکہ شرعاً قربانی کے جانور کی عمر کا اعتبار قمری سال وماہ کے اعتبار سے ہے، اور قمری سال عموماً تین سو چوّن دن کا، اور انگریزی سال تین سو پینسٹھ دن کا ہوتا ہے۔
اس حساب سے قمری سال، مروجہ عیسوی سال سے تقریباً دس دن کم کا ہوتا ہے۔ محمد رضوان۔

# فاسق اور مستور کی خبر کا حکم

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر جانور کی عمر پوری ہونے کا یقینی علم نہ ہو، اور جانور فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہو، تو اس کا کیا حکم ہے؟

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر عمر پوری بتانے والا شخص دیانت دار مسلمان ہے، جس کی وجہ سے اس کی بات کے سچ ہونے پر دل گواہی دیتا ہے، تو اس کی بات کو تسلیم کر لینے میں حرج نہیں۔

اور اگر وہ غیر مسلم یا فاسق یعنی واضح طور پر کبیرہ گناہ کا مُرتکب یا مستور و مجہولُ الحال شخص ہے، جس کے دیانت دار و غیر دیانت دار ہونے کا علم نہیں، تو اس کی بات کو قبول کر لینا بھی جائز ہے، کیونکہ اس طرح کی خبر معاملات کے قبیل سے تعلق رکھتی ہے، جس میں فقہائے کرام نے فاسق بلکہ کافر کی خبر کو قبول کر لینے کی گنجائش دی ہے، اور اس میں قربانی کے جواز کا دینی حکم، ضمناً شامل ہے۔ [1]

---

[1] ويقبل قول الفاسق والكافر فى المعاملات؛ لأنها يكثر وجودها فيما بين أجناس الناس فلو شرطنا شرطا زائدا أدى إلى الحرج فقبل قوله مطلقا دفعا للحرج كما إذا أخبر أنه وكيل فلان فى بيع كذا فيجوز الشراء منه وكذا فى الوكالات والمضاربات وغيرها وهذا إذا غلب على الرأى صدقه أما إذا غلب عليه كذبه فلا يعتمد عليه(مجمع الأنهر، ج٢،ص ٥٣٠،كتاب الكراهية،فصل فى الكسب)

(ولا يقبل فى الديانات إلا قول العدل حرا كان أو عبدا، ذكرا أو أنثى) لأن الصدق فيه راجح باعتبار عقله ودينه، سيما فيما لا يجلب له نفعا ولا يدفع عنه ضررا، ولهذا قبلت رواية الواحد العدل للأخبار النبوية، وإنما اشترطنا العدالة لأنها مما لا يكثر وقوعها كثرة المعاملات، ولأن الفاسق متهم والكافر غير ملتزم لها فلا يلزم المسلم بقوله، بخلاف المعاملات فإنه لا مقام له فى دارنا إلا بالمعاملة، ولا معاملة إلا بقبول قوله، ولا كذلك الديانات والمعاملات كالإخبار بالذبيحة والوكالة والهبة والهدية والإذن ونحو ذلك، والديانات كالإخبار بجهة القبلة وطهارة الماء (الاختيار لتعليل المختار، ج٤،ص ١٦٣، كتاب الكراهية)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

پھر اگر اس فاسق یا مستور ومجہولُ الحال وغیرہ شخص کی خبر پر غور وفکر اور تحرّی کرنے سے اس کے درست ہونے کی طرف دل کا میلان ہوتا ہے، تو اس پر عمل کرلینا جائز ہے ہی، اور اگر اس کی خبر پر غور وفکر اور تحرّی نہیں کی، تو اس صورت میں اس کو قبول کرلینا خلافِ احتیاط ہے، لیکن اگر کسی نے قبول کرلیا، تو بھی گنجائش پائی جاتی ہے، اور اس صورت میں بھی قربانی کو جائز قرار دیا جانا درست ہے۔ [1]

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ولا يقبل فى الديانات قول المستور فى ظاهر الرواية، وعن أبى حنيفة أنه يقبل قوله فيها بناء على ما شاهد من أهل عصره؛ لأن الصلاح كان غالبا فيه ولهذا جاز القضاء بشهادته والظاهر أنه كالفاسق حتى يعتبر فى خبره فى الديانات أكبر الرأى كما فى خبر الفاسق لظهور الفساد فى زماننا(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج٦، ص١٣، كتاب الكراهية)

(وقبل قول كافر ولو) كان (مجوسيا شريت اللحم من مسلم أو كتابى فحل أو) شريته (من مجوسى فحرم) قال فى الكنز ويقبل قول الكافر فى الحل والحرمة وقال الزيلعى هذا سهو؛ لأن الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر فى الديانات، وإنما يقبل فى المعاملات خاصة للضرورة أقول ليس الساهى صاحب الكنز؛ لأن مراده بالحل والحرمة ما يحصل فى ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة كما توهم بدليل أنه قال فى الكافى ويقبل قول الكافر فى الحل والحرمة حتى لو كان له أجير مجوسى أو خادم مجوسى فأرسله ليشترى له لحما فاشترى وقال اشتريته من يهودى أو نصرانى أو مسلم وسعه أكله، وإن كان غير ذلك لم يسعه أكله ثم قال وأصله أن خبر الكافر فى المعاملات مقبول بالإجماع لصدوره عن عقل ودين مانع من الكذب ومساس الحاجة إلى قبوله لكثرة المعاملات وكونه من أهل الشهادة فى الجملة فظهر أن مراده ما ذكرنا والعجب أنه بعدما اعترض عليه بهذا الاعتراض نقل محصول كلام الكافى وكان عليه أن يقول بدل الاعتراض أراد بالحل والحرمة ما يحصل فى ضمن المعاملات ويجعل كلام الكافى قرينة عليه فليتأمل(درر الحكام شرح غرر الأحكام،لملاخسرو، ج١، ص٣١١، كتاب الكراهية والاستحسان،فصل الأكل)

[1] بقى أن يقال مما ذكر هنا إن عدالة المخبر فى المعاملات غير لازمة ولا بد فى قبول قوله إذا كان غير عدل أن يكون أكبر رأى السامع أنه صادق وقد مر فى أول هذا الكتاب أن يقبل فى المعاملات خبر الفاسق مطلقا ولا يقبل فى الديانات قول الفاسق ولا المستور إلا إذا كان أكبر رأى السامع أنه صادق، فما ذكر هنا مخالف لما تقدم؛ لأن الذى اعتبر فى الديانات دون المعاملات اعتبر هنا فى المعاملات أيضا.

والجواب أن خبر الفاسق إنما يقبل فى الديانات إذا حصل بعد التحرى وفى المعاملات ذكر فخر الإسلام :خبر العدل يقبل فيها من غير تحر وهو المذكور فى الجامع الصغير وفى موضع آخر يشترط فيها التحرى وهو المذكور فى كتاب الاستحسان فيشترط التحرى فى المعاملات

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

---

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

استحسانا ولا يشترط التحرى فيها رخصة فما ذكر فى أوله لبيان الرخصة وهو عدم التحرى وما ذكر هنا بيان الاستحسان كما فى التلويح(تكملة البحر الرائق لمحمد بن حسين الطورى ،ج۸،ص۲۲۷،كتاب الكراهية،فصل فى البيع)

الإشكال المذكور لا يختص بهذا الكتاب بل يتجه إلى غيره أيضا .وعن هذا قال المحقق التفتازانى فى التلويح :ذكر فخر الإسلام فى موضع من كتابه أن إخبار غير العدل يقبل فى المعاملات من غير انضمام التحرى وفى موضع آخر أنه يشترط التحرى ومحمد -رحمه الله -ذكر القيد فى كتاب الاستحسان ولم يذكره فى الجامع الصغير .وقال فى التوجيه :فقيل يجوز أن يكون المذكور فى كتاب الاستحسان تفسيرا لما ذكره فى الجامع الصغير فيشترط التحرى، ويجوز أن يشترط استحسانا ولا يشترط رخصة، ويجوز أن يكون فى المسألة روايتان انتهى.

وقد ذكرت فيما مر فى أوائل كتاب الكراهية بعد نقل هذه التوجيهات عن التلويح أن المختار عندى من بينها هو التوجيه الثانى؛ لأنه هو الحاسم لمادة الإشكال الفارق بين المعاملات والديانات، إذا لا رخصة فى الديانات بدون التحرى، والآن أيضا أقول كذلك، فيحصل به التوفيق بين الكلامين فى المقامين فى هذا الكتاب وغيره(فتح القدير،ج۱۰،ص۵۶ كتاب الكراهية،فصل فى البيع)

فقال أبو جعفر -رحمه الله -فى كشف الغوامض يجوز أن يكون المذكور فى كتاب الاستحسان تفسيرا لهذا فيكون معناه وسعه أن يبتاعها إذا كان أكبر رأيه أنه صادق، ويجوز أن يوفق بين الروايتين؛ فإن المذكور فى كتاب الاستحسان فى هذه المسألة وأمثالها فإن كان أكبر رأيه أنه كاذب لم يسع له أن يشتريها منه ولم يقل لا يسعه فيحمل على الاستحباب والمذكور فى الجامع وسعه أن يبتاعها ويطأها فيحمل على الرخصة، ويجوز أن يكون فى المسألة روايتان هذا حاصل كلامه(كشف الأسرار شرح أصول البزدوى،ج۳،ص۳۱،باب بيان محل الخبر)

www.idaraghufran.org

# خلاصہ

خلاصہ یہ کہ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک دنبے اور بھیڑ کے ''**جذعة**'' کی قربانی جائز ہے، اور ''**جــــذعة**'' سے حنفیہ کے نزدیک چھ مہینہ کا ہونا مراد ہے، جبکہ وہ سال بھر کے دنبوں کی طرح تندرست و توانا ہو، اور بکرے، بکری کے ایک سال مکمل ہونے پر اور گائے، بیل، بھینس اور بھینسے کے دو سال مکمل ہونے پر اور اونٹ اور اونٹنی کے پانچ سال مکمل ہونے پر قربانی جائز ہے، خواہ اُس کے سامنے کے دو دانت بھی نہ نکلے ہوں، کیونکہ اصل دارومدار عمر کے پورا ہونے پر ہے، نہ کہ دوندا ہونے پر۔

اور اگر کسی جانور کے بارے میں عمر پوری ہونے کا یقین نہ ہو، اور نہ ہی کسی ذریعہ سے علم حاصل ہو سکے، تو سامنے کے دو دانتوں کے مکمل نکل آنے کو قربانی کے اعتبار سے جانور کی عمر کے مکمل ہونے کی علامت قرار دینا درست ہے، اس صورت میں بھی قربانی کو درست ہی قرار دیا جائے گا۔

لیکن اگر کسی نے دو دانت ہونے کی رعایت نہیں کی، اور جانور کے فروخت کرنے والے کی طرف سے عمر پوری بتلانے پر عمر پوری سمجھ کر قربانی کر دی، تو بھی قربانی درست ہو جائے گی اور اعادہ واجب نہیں ہوگا، خواہ وہ جانور دوندا نہ بھی ہو، اگرچہ ایسا کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔ وہ الگ بات ہے کہ فروخت کنندہ غلط بیانی سے کام لیتا ہے، تو اس پر اس کا پورا پورا وبال ہوگا۔ فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان

20/شوال المکرّم/1438ھ 15/جولائی/2017ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

www.idaraghufran.org